

# ندائے خلافت

لاہور

ہفت روزہ

23

www.tanzeem.org



تنظیم اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظام

مسلحہ اشاعت کا  
32 واں سال

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

23 تا 29 ذوالقعدہ 1444ھ / 13 تا 19 جون 2023ء

### انقلابی گروہ کا مزاج

کسی نظام کو بدلنے کے لیے اٹھنے والے انقلابی گروہ کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے جسے ہم اس کا تحریری مزاج کہہ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ حد درجہ پرعزیزیت ہوتے ہیں اور کسی دشواری یا مشکل سے گھبرا کر راستہ بدلنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ باطل سے شدید متنفر ہوتے ہیں کیونکہ اسی کو گرانے کی عملی جدوجہد وہ کر رہے ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کی موت و حیات کی جانگسلی کشش جاری ہوتی ہے۔ حق کی سر بلندی کے لیے ان میں جنون کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ حق کے دامن پر ایک دھبہ دیکھنا بھی انہیں گوارا نہیں ہوتا۔ باہم وہ بیعت ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے وہ شدید محبت کرتے ہیں۔ قرآن میں ان کے تعلق کی باہمی کیفیت کو ”مُخْتَلِفٌ بَيْنَهُمْ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کا مزاج سخت درجہ کا انقلابی ہوتا ہے۔ وہ باطل کے ساتھ کسی درجہ میں بھی مصالحت یا موانست یا رعایت کا رو یہ اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ مصالحت کے معاملہ میں بھی وہ زیادہ گنجائش دینے والے نہیں ہوتے۔ ان میں ناقابل تخییر استقلال کا جو ہر موجود ہوتا ہے۔ عزم و ارادہ کی پختگی انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی راہ حق میں چلتے ہوئے مادی نفع و نقصان کا حساب لگانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں حد درجہ شوق جہاد ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ و تلقین کے تقاضے اتمام حجت کی حد تک ادا کرنے کے بعد باطل سے بائٹل کرانے کا ایک زبردست داعیہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کی جائیں ہتھیوں پر اور سرگردوں پر صرف اللہ کی امانت ہوتے ہیں۔ ایسی ہی یہ تاجی مسلمانوں میں موجود تھی جب ہجرت کے بعد مدینہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا:

(وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِمَا كَفَرُوا وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۸۱﴾) (البقرہ) اور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت انقلاب

سید اسعد گیلانی

تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو کہ

اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

انہیں صفات کا گروہ ہوتا ہے جو نظام حق کو برپا کرنے کی جدوجہد کر سکتا ہے۔

### اس شمارے میں

عید قربان اور اسوۂ ابراہیمی

اللہ تعالیٰ کی ”ریڈ لائن“ اور.....

اسلام دنیا کا بہترین مذہب اور مسلمان.....

ذوالحجہ: فضائل و مسائل

کشیۃ انصاف

پاکستان کی معاشی بد حالی: آخر کب تک



## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی اور نور الہی کا ظہور

المصدر  
نمبر 1039

آیات: 07: 09

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ التَّنْبُلِ

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِيهِ إِنِّي آنستُ نَارًا سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨﴾ يُمُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾

**آیت 7:** ﴿إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِيهِ إِنِّي آنستُ نَارًا﴾ ”یاد کرو جب موسیٰ نے کہا تھا اپنے گھر والوں سے کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔“

﴿سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٧﴾﴾ ”میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آؤں گا یا کوئی دکھتا ہوا انگارہ لے آؤں گا تاکہ تم (آگ) تاپ سکو۔“  
عبارت کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے علاقے سے گزر رہے تھے جس سے انہیں کچھ واقفیت نہ تھی۔

**آیت 8:** ﴿فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ”پھر جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں پکارا گیا کہ بہت مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور وہ جو اس کے آس پاس ہے۔“

﴿وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨﴾﴾ ”اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

**آیت 9:** ﴿يُمُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾﴾ ”اے موسیٰ! یہ تو میں ہوں اللہ بہت زبردست کمال حکمت والا۔“  
میں اللہ ہوں اور میں ہی آپ سے اس وقت خطاب کر رہا ہوں۔



## تنہائی میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے انتباہ

درس  
حدیث

عَنْ ثُوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أَهْبَىٰ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالٍ بَيْضَاءَ فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا)) قَالَ ثُوْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَفِيهِمْ لَنَا جَلِيهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ قَالَ: ((أَمَّا أَنْتُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمَنْ جَلَدَتْكُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا)) (سنن ابن ماجہ)  
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنی امت کے ان افراد کو ضرور پہچان لوں گا۔ جو قیامت کے دن تمہارے پہاڑوں جیسی سفید (روشن) نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل ان (نیکیوں کو) بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا۔“ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول ان کی صفات بیان فرمائیے۔ ان (کی خرابیوں) کو ہمارے لیے واضح کر دیجیے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ان میں شامل ہو جائیں اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہاری جنس سے ہیں اور رات کی عبادت کا حصہ حاصل کرتے ہیں جس طرح تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے۔ تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔“

## ندائے خلافت

تعارف کی جادوئی میں جو پھر استوار  
لاگین سے ڈھونڈ کر اسلاف کا لقب و نگر

تنظیم اسلامی ترجمان نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

29 تا 23 ذوالقعدہ 1444ھ جلد 32  
13 تا 19 جون 2023ء شماره 23

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

اداریہ معاون فرید اللہ مروت

نگار طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری  
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ مٹان روڈ جوہک لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800  
فون: 042) 35473375-78  
E-Mail: markaz@tanzeem.org  
مقام شام: 36- کے نازل ٹاؤن لاہور۔ 54700  
فون: 03-35869501 گیس: 35834000  
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک ..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ: کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)  
اٹلی، یورپ، ایشیا، امریکہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال  
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

## اسلام دنیا کا بہترین مذہب اور مسلمان.....

اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے اور اُس کے ماننے والے (مسلمان) بدترین لوگ ہیں۔ یہ عالمی شہرت یافتہ دانشور جارج برنارڈشا کا قول ہے۔ جہاں تک موصوف کے قول کا پہلے حصہ کا تعلق ہے یعنی اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ وہ ماضی اور حال کے پہلے غیر مسلم دانشور فلسفی یا شاعر نہیں ہیں جنہوں نے اس حقیقت کا واضح اعتراف کیا ہے بلکہ غیر مسلم دانشوروں، فلسفیوں، سیاست دانوں اور عام شہریوں کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اسلام کے بارے میں اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ وہ جادو ہے جو ہمیشہ سر چڑھ کر بولا ہے۔ البتہ جہاں تک اُن کے قول کا دوسرا حصہ امت مسلمہ کے بارے میں ہے، اسے جزوی طور پر ایک وقتی حقیقت تسلیم کرنا ہوگا۔ ہمارا وقتی حقیقت سے مراد یہ ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے میں یہ کہنا کبھی درست اور کبھی غلط ہوگا لیکن آج کے دور میں اگر امت مسلمہ پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں اعتراف کرنا ہوگا کہ بات غلط نہیں ہے۔ لیکن ایسے دانشوروں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ایک قرون اولیٰ کا مسلمان بھی تھا جو اسلام کا حقیقی عکس تھا۔ دنیا کبھی بھی اور اس کی کوئی تہذیب بھی ایسے انسان پیدا نہیں کر سکی بلکہ اُن کے ہاں انسانیت کی معراج کا یہ تصویر ہی نہیں ہے۔ ہم نے بہت دور کی اور بہت بڑی مثال دے دی۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف ایک ڈیڑھ صدی پہلے کے حالات پر نظر ڈالیں۔ بزرگ بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں اگر کسی مسلمان کا جھوٹ سامنے آتا تھا تو غیر مسلم کہتے تھے دیکھو مسلمان ہو کر اس نے جھوٹ بولا۔ گویا مسلمان کا جھوٹ بولنا ناممکن تھا البتہ انتہائی غیر متوقع ہوتا تھا اور ایک غیر معمولی معاملہ ہوتا تھا۔ ایک بڑا سوال یہاں کھڑا ہوتا ہے کہ چند درجن یا چند سو دانشور ہی یہ بات کیوں کہتے ہیں۔ کیوں نہیں دنیا کی عظیم اکثریت کی آنکھیں اسلام کی روشنی سے چندھیا گئیں۔ ہم ہندوستان کی حد تک اس کی دو وجوہات سمجھتے ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم نے انفرادی طور پر اور بحیثیت امت مسلمہ دنیا کو اسلام سے متعارف ہی نہ کرایا۔ ہم نے اپنی بغل میں رہنے والوں کو بتایا ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام کیوں ہے؟ اور اسلام کیسے ہے؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہندو مذہب میں اگرچہ بہت سے درجات ہیں لیکن خاص طور پر یہ مذہب دو بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ برہمن جس کا تعلق حکمران طبقہ سے اور شودر جس کی حیثیت کسی حد تک پرانے زمانے کے غلام جیسی ہے۔ برہمن تمام دنیوی مفادات مذہب کے نام پر لیتا ہے لہذا اُس نے اپنی دنیا بنانے سنوارنے اور پختہ کرنے کے لیے ہندو ازم پر مکمل گرفت رکھی ہوئی ہے اور وہ راج کر رہا ہے۔ شودر کی زندگی جانور سے بدتر ہے اُس کا کام اپنے مالکوں کو ہر قیمت پر خوش رکھنا ہے۔ لہذا

دین و مذہب اُس کی سوچ کا حصہ ہی نہیں۔ وہ تو سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا لہذا اُس بیچارے کا کیا تصور وہاں تو جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنا ہی واحد مسئلہ ہے۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی عظمت کی داستان اگر محدود رہی تو یہ ہماری طرف سے غیروں کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر دعوت نہ پہنچانے کا نتیجہ تھا۔ وگرنہ اسلام تو فطرت کی صدا ہے۔ ”تو از دل خیزد بردل ریزد“ کا معاملہ ہے پھر یہ کہ اس کا تعلق انسانیت کے شرف سے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی عزت اور ذلت تو اسلام سے نظری اور عملی وابستگی سے جڑی ہوئی ہے۔ مسلمان اگر حقیقی طور پر اسلام سے قریب اور قریب تر ہوتا جائے گا تو عزت و شرف مقام و مرتبہ اُس کا تعاقب کرے گا اور اسلام سے دوری کے نتیجے کے لیے نہ کس تحریر و تقریر کی ضرورت ہے اور نہ ہی دلیل و بُرہان کی اپنے حال پر نگاہ ڈال لیں عریاں اور ناقابل تردید حقیقت آنکھوں کے سامنے آجائے گی اور ہماری کیفیت اس ضرب المثل کے مصداق ہو جائے گی سنتا جا اور شرماتا جا۔ بہر حال کسی بھی خیر خواہ کا فرض یہ نہیں ہوتا کہ مرض کی صرف نشاندہی کر کے الگ ہو کر بیٹھ جائے بلکہ اپنے فہم و فراست اور علم کے مطابق پس چہ باید کرد کا بھرپور اور شافی جواب دینا بھی ہوتا ہے۔ ہم نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ ہم نے دنیا کو بتایا ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیسے ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اسی کی تشریح اور ابلاغ کرنا ہی اصل کام ہے۔ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا نام ہے۔ عدل اسلام کا کچھ ورڈ ہے۔ یہ کیوں ہے اس لیے کہ عدل کے ذریعے دنیا کو جنت نظیر اور دنیوی کارگزاری کو آخرت کا توشہ بنانا ہے۔ آخری سوال کہ اسلام کیسے یہ اہم ترین ہے؟ اس لیے اس کا جواب تفصیل سے عرض کرنا ہوگا۔ وہ یوں کہ اللہ نے دین کے لیے جدوجہد کرنے کو اپنی مدد قرار دیا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہم ترین سنت اللہ کے دین کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کائنات اور مقصود کائنات یعنی انسان کے لیے بننے والا دنیوی نظام ہم آہنگ نہیں ہو جاتے، انسان اور یہ دنیا لطافت سے محروم رہے گی۔ لہذا نیکی کا نچوڑ، تقویٰ کا حاصل اور اللہ کی رضا کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ وہ نظام قائم کیا جائے یا اُسے قائم کرنے کی کوشش کی جائے جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو اپنی آخری کتاب میں فراہم کیا ہے۔ انفرادی نیکی عادلانہ

نظام اجتماعی کے قیام کے لیے یقیناً اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے جتنی اکھاڑے میں اُترنے والے پہلوان کے لیے جسمانی ورزش اور اچھی خوراک۔ لیکن اکھاڑے میں اُترے بغیر دشمن کو زیر نہیں کیا جاسکتا۔ غار حرا، دار ارقم اور شب بھر کی سجدہ ریزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ قوت بخشی کہ انہوں نے بدر و حنین میں جزیرہ نمائے عرب کی کایا پلٹ دی، یہ لازم و ملزوم ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کے اچھے اور نیک لوگ باہم جڑ جائیں اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اپنے سر پر مسلط باطل نظام کے خلاف جہاد کے لیے میدان میں نکلیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسلامی نظام کا مطلب صرف چور کا ہاتھ کاٹنا اور شرابی کو کوڑے مارنے کو سمجھتا ہے۔ یقیناً طور پر جب اسلام بحیثیت نظام نافذ ہوگا تو اُس کے یہ قانونی پہلو بھی سامنے آئیں گے لیکن اصل میں آج کے انسان کو اسلامی نظام کے ثمرات بتانے کی ضرورت ہے۔ یہی نظام ہے جس میں ”ریاست ہوگی ماں جیسی“ کا تصور حقیقت میں ڈھل جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو قحط کے دوران وقتی طور پر چور کے ہاتھ کاٹنے کا قانون معطل کیا تھا، اس پر اگر باریک بینی سے غور کیا جائے تو انسان اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ سب کچھ ایک فرد، ایک شہری کی فلاح و بہبود کے لیے ہے۔ پہلے ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے پھر شہریوں پر قانون لاگو کرے۔ ریاست کا کام لوگوں پر ڈنڈے برساکر زخم لگانا نہیں ہے بلکہ عوام کے زخموں کو سہلانا اور اُن پر مرہم رکھنا ہے۔

اگر ہم نے یوں دین اسلام کو لوگوں تک پہنچایا ہوتا تو پھر اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب قرار دینا چند محدود دانشوروں کے اقوال تک محدود نہ ہوتا بلکہ یہ صدا گھر گھر سے آرہی ہوتی اور اس سے اسلامی معاشرے کی اس طرح تطہیر ہوتی ہوتی کہ برنارڈ شاہ کو اپنے قول کے دوسرے حصہ کا ذکر ہی نہ کرنا پڑتا۔ لیکن جب مسلمانوں نے اسلام کیا، کیوں اور کیسے کو دنیا تک نہ پہنچایا تو اُس کا وبال خود اُن کی اپنی شخصیتوں پر پڑا اور معاشرے میں بحیثیت عمومی کچی آگنی اور غیروں کو یہ کہنے کا موقع میسر آ گیا کہ اسلام ایک ایسی آئیڈیالوجی ہے جس کا پریکٹیکل کہیں نظر نہیں آتا۔



# اللہ تعالیٰ کی ”ریڈ لائن“ اور اس کے تقاضے



مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے 02 جون 2023ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے 26 ویں پارے میں سورۃ ق کی آیات 16، 17، 18 کی تلاوت کی گئی۔ سورۃ ق سے قرآن حکیم کی آخری منزل کا آغاز ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی سات منزلیں ہیں اور یہ تقسیم دور صحابہ سے چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ یہ تھا کہ ایک ہفتہ میں قرآن حکیم کی تکمیل کا اہتمام کر لیا کرتے تھے۔ بعد کے دور میں تیس پاروں کی تقسیم ہوئی کہ چلو ایک ہفتے میں نہیں تو ایک مہینے میں تکمیل ہو جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا تیس دنوں میں قرآن کی تلاوت مکمل ہو پاتی ہے یا نہیں تو کہیں سے آواز اٹھی کہ کیا 360 حصے کرنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ چلو سال میں ہی تو دنیا کی اہم ترین کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لو۔ ہم میں سے ہر شخص اپنا جائزہ لے۔ ہم بھی اپنے رفقاء تنظیم کی تربیت کے حوالے سے کوشش کرتے ہیں کہ وہ روزانہ کم سے کم ایک پارے کی تلاوت کریں اور یہ دروس قرآن کی محافل میں شرکت کے علاوہ ہے۔ بہر حال قرآن مجید کی آخری منزل کا مرکزی موضوع آخرت ہے۔

آیات کا مطالعہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ﴾ ”اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے۔“

ہم مسلمان ہیں، یہ جملہ ہمارے لیے سادہ ہے۔ لیکن اگر

گوگل پر سرچ کریں تو Etheism fastest growing concept ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہی کا

انکار ہے کہ ہم ہی ہم ہیں۔ ہم خود ہی پیدا ہوئے، خود ہی مرجائیں گے۔ یہ دہریے والا تصور ہے۔ یہ الفاظ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ﴾ مسلمانوں کے درمیان اس بحث کی ضرورت نہیں ہے مگر غیروں کے افکار جو ہمارے ہاں بھی پروان چڑھ رہے ہیں اور ہماری جدید نسل کے ذہنوں کو خراب کر رہے ہیں، اس کے تعلق سے کام کرنے، جو اب دینے اور کاؤنٹر کرنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال سادہ سی بات ہے کہ ہم مخلوق ہیں، بندے ہیں تو اوقات میں رہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَتَعْلَمُوا مَا تُوَسَّوْا بِهِ نَفْسًا﴾ ”اور ہم خوب جانتے ہیں جو اس کا نفس و سوسے ڈالتا ہے۔“

## مرتضی احمد اعوان

وسوسہ: ایک خیال سادل میں ڈالنا یا آنا جو برائی کی طرف مائل کرنے والا ہو۔ شیطان بھی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِي يُوسِّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ﴾ (انسان)

”جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔“

اسی طرح ایک نفس امارہ ہے جو ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا أُبْرِيئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَكْرَاهَةٌ﴾

﴿بِالسُّوءِ﴾ (یوسف: 53) ”اور میں اپنے نفس کو بری قرار

نہیں دیتا، یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے“

البتہ اللہ نے انسان میں دونوں صلاحیتیں رکھ کر امتحان میں

ڈالا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَالْهَمَّهَا فَجُورُهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (الشمس)

”پس اُس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔“

یعنی خیر و شر کی دونوں صلاحیتیں رکھی ہیں۔ اسی میں امتحان

ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

﴿وَتَبْلُوهُمْ بِالنَّارِ وَالْخَيْرِ فَفَتْنًا ۗ وَآلَيْنَا

تُؤْجَعُونَ﴾ (الانبیاء) ”اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم

لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔ اور تم سب لوگ ہماری

ہی طرف لوٹنا دیے جاؤ گے۔“

بہر حال یہ وسوسہ کیا ہے۔ برا خیال آنا، لانا یا کسی کی طرف

سے دل میں ڈالا جانا۔ ہمارے دو بڑے دشمن ایک ہمارا

اپنا نفس ہے جو برائی کی دعوت دیتا ہے اتنا کہ کبھی اس کی

خواہش مجبوراً درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اللَّهُ هُوَةً﴾ (الفرقان: 43)

”کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو

اپنا معبود بنا لیا ہے؟“

یہ تو جو نہیں گھننے کا مسئلہ ہے کہ جہاں عملی اعتبار سے کئی مرتبہ

شرک میں مبتلا ہو جانے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

یعنی ایک اللہ کا حکم ہے اور ایک اس کے مقابلے میں نفس کی

چاہت ہو اور نفس کی مانی جائے تو اس وقت معبود کون ہوا؟

امت کو یہ شرک نظر نہیں آتا۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد

مرحوم کے اتنی تو ہم نے لوگوں کو مسلمان بنانے پر محنت نہیں

کی جتنا ان کو کافر قرار دینے پر ہم نے محنتیں لگادیں۔ ایک

خواہش ہے کہ دوپہر میں کیا کھائیں حلال چیزیں بہت

ہیں کھا لو لیکن ایک اللہ نے کسی شے سے روک دیا وہ

کھانے کی خواہش اور اس پر عمل درآمد تو پھر اس لمحے نفس

کیا ہے؟ معبود ہو گیا۔ بہر حال ایک بندہ خیال خود بھی لاتا

ہے ایک نفس کی اکساہت بھی ہوتی ہے اور ایک شیطان کی طرف سے بھی حملہ ہوتا ہے۔ شیطان اکیلا نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَوْمَ الْجُنْحَىٰ وَالنَّاسِ﴾ (الناس) ”خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“

پوری پارٹی ہے جس کو قرآن حزب الشیطان بھی کہتا ہے۔ اللہ ان کے حملوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اس حوالے سے بلا دینے والا مقام سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْا لَا يُحٰسِبِكُمْ بِهٖ اللّٰهُ ط﴾ (البقرہ: 284) ”اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ تم سے اس کا محاسبہ کر لے گا۔“

ہمیں کیا دعا سکھائی گئی:

((اللهم حاسبني حساباً يسيراً))

اے اللہ! میرے حساب کو آسان فرمادے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آسان حساب کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اللہ کو لے نہ اور پوچھئے نہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا کھلا اور اللہ نے پوچھا وہ تو مارا گیا۔

ذرا investigation ہو، کوئی ہم سے چار سوالات کرے تو ہم چپ ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ بیٹا باپ کو گھمانا چاہتا ہے لیکن باپ دوسوال کرتا ہے تو بیٹا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی employee گھمانا چاہتا ہے تو مینجر دوسوال کرتا ہے وہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ کمپنی میں کمیٹی بنائی جاتی ہے، سینئرز کو بٹھایا جاتا ہے وہ چھ سوال کرتے ہیں تو اگلا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپ عدالت تک چلے جائیے۔ یعنی ہم بندوں کو justify نہیں کر سکتے اللہ کو justify کریں گے؟ اللہ مجھے اور آپ کو یقین دے۔

پھر مفسرین اور محدثین نے لکھا کہ اعمال تین قسم کے ہیں: دل کے اعمال، زبان کے اعمال اور جوارح (دیگر اعضاء) کے اعمال۔ دل کے اعمال مشہور ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ نیت کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَتْمَا اَنْعَمَ اِلٰلَّذِيَّاتِ))

”بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

اسی طرح یہ نیکبر کہاں پیدا ہوتا ہے؟ یہ دل کا عمل ہے۔ پھر گناہ، حسد، مال کی محبت، دوسرے کو حقیر سمجھنا، یہ سارے دل کے اعمال ہیں۔ جب جاہ کہ منصب مجھے ملے شیطان کا تو یہی گزیر کا مسئلہ تھا کہ میں deserve کرتا ہوں آدم تھوڑا deserve کرتا ہے، منصب مجھے ملے۔ پھر دکھاوے کا شوق یعنی ریا کاری وغیرہ اور یہ بڑے گناہ ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ دل کے اچھے اعمال بھی ہیں۔ شکر کے جذبات، توکل کے جذبات، صبر کے جذبات، احسان مندی کے جذبات کدھر ہوتے ہیں؟ دل میں۔ یا دالہی زبان پر بھی اور دل میں بھی ہو۔ اللہ اکبر! بہر حال فرمایا:

﴿وَمَنْ اَقْرَبَ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ ﴿٥٥﴾﴾ ”اور ہم تو اس سے اُس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

رگ جاں جسے کہتے ہیں وہ اگر کٹ جائے تو بندہ ختم۔ اس

پریس ریلیز 9 جون 2023ء

## سوڈی قرضہ، کرپشن اور آئی ایم ایف کی غلامی نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے

### شجاع الدین شیخ

سوڈی قرضہ، کرپشن اور آئی ایم ایف کی غلامی نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر خزانہ کی جانب سے پیش کردہ قومی اقتصادی سروے برائے مالی سال 2022-23ء نے ثابت کر دیا ہے کہ حکومت معاشی اہداف حاصل کرنے میں بڑی طرح ناکام رہی ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے پانچوں بڑے ملک کی معیشت کا یہ حال ہے کہ گزشتہ مالی سال کے دوران شرح نمو 0.29 فیصد رہی جبکہ اوسط مہنگائی 29 فیصد تک جا پہنچی۔ حقیقت یہ ہے کہ کروتوز مہنگائی نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے اور ضروریات زندگی کی تمام اشیاء عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ پھر یہ کہ حکومت کی ناقص معاشی پالیسیوں کی وجہ سے صنعت و حرفت، تجارت، بیرون ملک سے آنے والی ترسیلات، غیر ملکی سرمایہ کاری اور سروسز سیکٹر بڑی طرح متاثر ہوئے ہیں۔ اگرچہ بین الاقوامی سطح پر کساد بازاری اور گزشتہ برس کے ہولناک سیلاب کی تباہ کاری سے بھی ملکی معیشت کو سخت دھچکا لگا لیکن ملکی معیشت کے یوں اندھی کھائی میں گر جانے کی اصل وجہ سوڈی قرضہ کی لعنت، کرپشن کا ناسور اور آئی ایم ایف کی مسلسل غلامی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ریاست کو بچانے اور سخت معاشی فیصلے لینے کے کھوکھلے نعروں کی بجائے ملک کی معاشی ترقی اور عوام کے فلاح و بہبود کے لیے عملی اقدامات کرے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ پر فوری اور مکمل عمل درآمد کرتے ہوئے ملک سے سوڈی لعنت کو ختم کیا جائے۔ کرپشن کے خاتمے اور کرپشن سے حاصل کی گئی دولت کو بیرون ملک سے پاکستان واپس لانے کا بندوبست کیا جائے۔ آئی ایم ایف اور دیگر عالمی استعماری اداروں کی جکڑ بند یوں سے نجات حاصل کر کے خود انحصاری کو بنیاد بنایا جائے۔ پاکستان کے معاشی مسائل کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ملکی معیشت کو اسلام کے اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ اسلام کے معاشی نظام کو اپنانے سے ہی ملک میں استحکام اور خوشحالی آسکتی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

(سر آکھوں پر) بہتر مزید ترجمانی کیا ہے اپنی شان کے مطابق۔ کیا کہتے ہیں ہم ایمان مجمل میں:

«أَمَنْتُ بِاللَّهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ»  
 ”میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے اسماء اور اپنی صفات کے ساتھ ہے۔“ آگے فرمایا:

«إِذْ يَتَلَفَّى الْمُتَلَفِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدًا ۝١٤»  
 ”جبکہ لیتے جاتے ہیں دو لینے والے جو دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوتے ہیں۔“

سادہ مفہوم اشارہ کرنا کہ تین کی طرف ہے اور یہ عقیدے کا مسئلہ ہے، یہ سائنس کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم عقیدے کی بنیاد پر اللہ کو مانتے ہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ فرشتوں اور جنات کو ہم اللہ کے پیغمبر کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ اپنے عقیدے کی بنیاد پر مانتے ہیں نہ کہ سائنس سے کہیں کہ ثابت کر کے بتاؤ کہ جبرائیل ایسے آتے تھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس۔ حدیث بتائے گی کہ جبرائیل کے چھ سو پر ہیں۔ سائنسدان تو دو بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمیں بچپن سے انگریزی میں سکھایا گیا کہ

seeing is believing جو نظر آئے گا اس کو مانیں گے۔ اور ہم کیا مانے بیٹھے ہیں اور ہمارا ایمان شروع کدھر سے ہوتا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ» (البقرہ: 3)  
 ”جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر“

ہمارا تو ایمان وہاں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ اصل میں کمراد ہے۔ بہر حال اس کی reconciliation اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم دل سے پوچھیں۔ ہم سورۃ الانفاظر کا ترجمہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یاد بھی ہو گی۔ اس میں فرمایا:

«كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَتْلُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢»  
 ”جو بڑے باعزت لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو۔“

کیا شب و روز میں ہمیں اس بات کا یقین رہتا ہے؟ جب میں اپنے ماں باپ کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے یاد رہتا ہے کہ یہ دونوں لکھ رہے ہیں اور اللہ میرے ساتھ ہے۔ جب میں بیوی کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے اس بات کا یقین رہتا ہے؟ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ گھریلو ملازمین خواہ وہ ڈرائیورز ہوں، خانسامہ ہوں، مالی ہوں، چوکیدار ہوں وغیرہ آکر کہتے ہیں سر! جمعہ میں تھوڑا

ہمارے حقوق کے بارے میں بتا دیا کریں، مگر صاحب لوگ بالکل آخر میں آتے ہیں، آپ آخری دو تین منٹ میں بیان کر دیں تاکہ ہمارے بھی حقوق کی کوئی پاسداری ہو جائے۔ اگر کوئی میرے ماتحت ہے، میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اور میرا مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو مجھے یقین رہتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ دونوں لکھ رہے ہیں؟ اسی کو ذرا پھیلا دیں کہ کاروبار کرنے والا تاجر ہو، پڑھانے والا معلم ہو، فیصلے کرنے والا جج ہو، پارلیمنٹ میں بیٹھا کوئی پارلیمنٹ کا ممبر ہو، سیاست کرنے والا کوئی سیاستدان ہو، ریاستی اداروں کے سربراہان اور ذمہ داران ہوں کے باشند اور ہم اور آپ سب ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور یہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ ہم ادھر چھپ کے آجائیں گے، سچ بھی جائیں گے، ثبوت منا بھی دیں گے سب کچھ چل جائے گا لیکن کیا ادھر چلے گا؟ اندھیر گری نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے نہیں چلے گا۔

«مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝١٥»  
 ”وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا ہے مگر اس کے پاس ایک مستعد نگران موجود ہوتا ہے۔“

میرا آپ کا کوئی لفظ unrecorded نہیں ہے اور یہ تو چھوٹا سا کسمیرہ ہے یہ ریکارڈ ہو اور یہ ساری دنیا میں نشر ہو جائے گا اور ہزاروں جگہوں پر save ہو جائے گا۔ سٹیلاٹ چینلز پر جو کوئی ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم جو کوئی دے رہے ہیں سو برس کی گارنٹی ہے کہ یہ ایسے ہی maintain رہے گی اور جو لوگ editing کرتے ہیں۔ اب تو ایک فریکشن آف سینڈز کی بھی editing کرنی ہو جیسے کسی مقرر نے ”کا“ کہہ دیا یا وہ مقرر تو ہاتھ نہیں آئے گا تو ایڈیٹر کہیں اور سے ”کی“ اٹھائے گا اور اس ”کا“ کو ہٹا کے اس کی جگہ ”کی“ لگا دے گا، مجھے اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ حضرت انسان نے آج تک اپنے دماغ کا اوسطاً سات یا آٹھ فیصد استعمال کیا ہے۔

Europeans یا اس طرح کے قبیل کے لوگوں کا کہنا ہے کہ آئن سٹائن نے شاید نو فیصد استعمال کیا ہوگا۔ بہر حال انسان کی سات آٹھ فیصد کی یہ کارگزاری ہمارے سامنے ہے۔ مٹن جتنے کیمرے بھی آگے ہیں جو خاص طور پر خاص مراحل میں استعمال ہوتے ہیں۔ تو اللہ کے لیے کوئی مشکل ہے؟ اور صرف قول نہیں بلکہ اللہ کہتا ہے کہ ذرہ برابر عمل بھی آجائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

«فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝٢٠ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝٢١» (الزلزال)  
 ”تو جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔“

اور صرف عمل ہی نہیں آئے گا بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 «وَحِصْلُ مَا فِي الصُّدُورِ ۝١٥» (العاديات)  
 ”اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔“

«يَوْمَ تُبْنَى السَّمَرَاتُ ۝١٤» (الطارق)  
 ”جس دن تمام چھپے ہوئے رازوں کی جانچ پڑتال ہوگی۔“

رازوں کو جانچ لیا جائے گا۔ اور یہ جو اللہ نے کہا کہ دو لکھنے والے بیٹھے ہوئے ہیں، تیار بیٹھے ہوئے ہیں، گواہ بنے ہوئے ہیں، لکھے جا رہے ہیں۔ اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے۔ کل کچھ لوگ جھوٹ بولنا چاہیں گے معاذ اللہ، اللہ کہتا ہے قرآن میں مشرکین کہیں گے:

«وَاللَّهُ زَيْنًا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝١١» (الانعام)  
 ”اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں تھے۔“

اللہ تعالیٰ کہے گا: «الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَنَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝١٥» (الہین)  
 ”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کمائی کے بارے میں جو وہ کرتے رہے تھے۔“

اللہ لکھا ہوا پیش کرے گا:  
 «اقْرَأْ كِتَابَكَ ط غَفَىٰ بِتَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْنَا حَسِيبًا ۝١٣» (بنی اسرائیل)  
 ”پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔“

آج حتمی بڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گھرانوں کے اندر، عدالتوں کے اندر، دفاتر کے اندر اور ملکی معاملات میں بھی ایک دوسرے کو بچانے کے لیے حتمی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سورۃ النساء میں منافق کا واقعہ آتا ہے۔ اللہ کہتے ہیں آج تم نے جھگڑا کر لیا ہے ان لوگوں کی طرف سے اللہ کے سامنے کون ان کا حتمی بن کر کھڑا ہوگا؟ اللہ کی قسم! یہ ہے سارا باگاڑ۔ یقین نہیں ہے کہ موت آتی ہے، قبر میں جانا ہے، اللہ کے سامنے پیش ہونا اور کل حساب کتاب ہے۔ یہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ ایک اور مقام میرے دل میں ہے کہ میں آپ

بہتر مزید ترجمانی کیا ہے اپنی شان کے مطابق۔ کیا کہتے ہیں ہم ایمان مجمل میں:

«أَمَنْتُ بِاللَّهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ»  
 ”میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے اسماء اور اپنی صفات کے ساتھ ہے۔“ آگے فرمایا:

«إِذْ يَتَلَفَّى الْمُتَلَفِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدًا ۝١٤»  
 ”جبکہ لیتے جاتے ہیں دو لینے والے جو دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوتے ہیں۔“

سادہ مفہوم اشارہ کرنا کہ تین کی طرف ہے اور یہ عقیدے کا مسئلہ ہے، یہ سائنس کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم عقیدے کی بنیاد پر اللہ کو مانتے ہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ فرشتوں اور جنات کو ہم اللہ کے پیغمبر کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ اپنے عقیدے کی بنیاد پر مانتے ہیں نہ کہ سائنس سے کہیں کہ ثابت کر کے بتاؤ کہ جبرائیل ایسے آتے تھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس۔ حدیث بتائے گی کہ جبرائیل کے چھ سو پر ہیں۔ سائنسدان تو دو بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمیں بچپن سے انگریزی میں سکھایا گیا کہ

seeing is believing جو نظر آئے گا اس کو مانیں گے۔ اور ہم کیا مانے بیٹھے ہیں اور ہمارا ایمان شروع کدھر سے ہوتا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ» (البقرہ: 3)  
 ”جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر“

ہمارا تو ایمان وہاں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ اصل میں کمراد ہے۔ بہر حال اس کی reconciliation اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم دل سے پوچھیں۔ ہم سورۃ الانفاظر کا ترجمہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یاد بھی ہو گی۔ اس میں فرمایا:

«كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَتْلُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢»  
 ”جو بڑے باعزت لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو۔“

کیا شب و روز میں ہمیں اس بات کا یقین رہتا ہے؟ جب میں اپنے ماں باپ کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے یاد رہتا ہے کہ یہ دونوں لکھ رہے ہیں اور اللہ میرے ساتھ ہے۔ جب میں بیوی کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے اس بات کا یقین رہتا ہے؟ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ گھریلو ملازمین خواہ وہ ڈرائیورز ہوں، خانسامہ ہوں، مالی ہوں، چوکیدار ہوں وغیرہ آکر کہتے ہیں سر! جمعہ میں تھوڑا

ہمارے حقوق کے بارے میں بتا دیا کریں، مگر صاحب لوگ بالکل آخر میں آتے ہیں، آپ آخری دو تین منٹ میں بیان کر دیں تاکہ ہمارے بھی حقوق کی کوئی پاسداری ہو جائے۔ اگر کوئی میرے ماتحت ہے، میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اور میرا مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو مجھے یقین رہتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ دونوں لکھ رہے ہیں؟ اسی کو ذرا پھیلا دیں کہ کاروبار کرنے والا تاجر ہو، پڑھانے والا معلم ہو، فیصلے کرنے والا جج ہو، پارلیمنٹ میں بیٹھا کوئی پارلیمنٹ کا ممبر ہو، سیاست کرنے والا کوئی سیاستدان ہو، ریاستی اداروں کے سربراہان اور ذمہ داران ہوں کے باشند اور ہم اور آپ سب ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور یہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ ہم ادھر چھپ کے آجائیں گے، سچ بھی جائیں گے، ثبوت منا بھی دیں گے سب کچھ چل جائے گا لیکن کیا ادھر چلے گا؟ اندھیر گری نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے نہیں چلے گا۔

«مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝١٥»  
 ”وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا ہے مگر اس کے پاس ایک مستعد نگران موجود ہوتا ہے۔“

میرا آپ کا کوئی لفظ unrecorded نہیں ہے اور یہ تو چھوٹا سا کسمیرہ ہے یہ ریکارڈ ہو اور یہ ساری دنیا میں نشر ہو جائے گا اور ہزاروں جگہوں پر save ہو جائے گا۔ سٹیلاٹ چینلز پر جو کوئی ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم جو کوئی دے رہے ہیں سو برس کی گارنٹی ہے کہ یہ ایسے ہی maintain رہے گی اور جو لوگ editing کرتے ہیں۔ اب تو ایک فریکشن آف سینڈز کی بھی editing کرنی ہو جیسے کسی مقرر نے ”کا“ کہہ دیا یا وہ مقرر تو ہاتھ نہیں آئے گا تو ایڈیٹر کہیں اور سے ”کی“ اٹھائے گا اور اس ”کا“ کو ہٹا کے اس کی جگہ ”کی“ لگا دے گا، مجھے اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ حضرت انسان نے آج تک اپنے دماغ کا اوسطاً سات یا آٹھ فیصد استعمال کیا ہے۔

کے سامنے رکھ کر ایک بات کی طرف اشارہ کروں۔ سورہ نوح کی آیت 13 میں استغفار کا تذکرہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی سازھے نو سو برس کے بعد بھی دل کی پکار ہے کہ اللہ دن رات ایک ایک کے پاس جا کے جمع میں personally طور پر ان کو میں نے پکارا لیکن انہوں نے تو چادریں اوڑھ لیں، اپنے چہروں کو چھپا لیا، فرار اختیار کیا۔ پھر قوم سے خطاب کر کے کہتے ہیں:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ (نوح)

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟“

آج باپ گھر میں کہتا ہے بیٹا تو نے میرے اصولوں کا لحاظ نہیں رکھا۔ باپ کو اپنے اصولوں پر برا زعم ہے کہ میرے اصولوں کو توڑ دیا تو باپ اولاد پر غصہ کرتا ہے۔ استاد کبھی شاگردوں کے اوپر، کاروباری طبقات اپنے subordinates سے کہتا ہے تم نے ہمارے اصولوں اور ہماری مرضی کے خلاف یہ کیا۔ اولاد باپ کا لحاظ رکھ لیتی ہے کبھی باپ ناراض نہ ہو جائے۔ یہ کبھی کے اندر طنز نہیں ہے حقیقت ہے۔ کبھی subordinates بھی لحاظ کر لیتے ہیں۔ بعض سیاستدانوں یا ان کے افراد کی طرف سے یہ بات آتی ہے کہ فلاں ہماری ریڈ لائن ہے۔ کبھی حکمران کہتے ہیں یہ ہماری ریڈ لائن ہے۔ کبھی ریاستی اداروں کے سربراہان کہتے ہیں یہ ہماری ریڈ لائن ہے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی لائن کی فکر ہے۔ گھر کی، ادارے کی، کارپوریٹ سیکٹور کی، سیاستدانوں کی، حکمرانوں کی، اپوزیشن والوں کی، ریاستی اداروں کے سربراہان کی سب کی ریڈ لائنیں ہیں۔ کوئی لائنیں اللہ نے بھی کھینچی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا﴾ (البقرہ: 229)

”یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز مت کرو۔“

اللہ کی حدود کے ٹوٹنے پر تو کوئی پریشانی نہیں ہو رہی ہیں۔ گھروں میں ٹوٹ رہی ہیں، فجر میں گھروالے سو رہے ہیں کوئی فکر ہی نہیں۔ اس باپ کو فکر نہیں جو جماعت کی نماز میں جا رہے ہیں گھروالے سو رہے ہیں۔ اللہ کی لائن ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعا میں کب کی ہیں۔ غزوہٴ احزاب کے موقع پر چار نمازیں قضا ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا:

”اللہ تعالیٰ ان (کفار و مشرکین) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز سے مصروف رکھ کر روک دیا، یہاں تک کہ

سورج غروب ہو گیا۔“

آج ہم اللہ کی لائنز توڑے چلے جا رہے ہیں۔ سود کا دھندا ختم کرنے کو ہم تیار نہیں، بے حیائی کا طوفان روکنے کو ہم تیار نہیں۔ شریعت کے احکامات ٹوٹ رہے ہیں تو چہروں کا رنگ بدلتا ہی نہیں۔ آپ نے بیسیوں مرتبہ یہ حدیث سنی ہوگی کہ اے جبرائیل! جاؤ فلاں فلاں بستی کو ہلاک و برباد کرو۔ حضرت جبرائیل فرمائیں گے کہ اے اللہ! تیرا عبادت گزار بندہ بیٹھا ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار

## گوشہٴ انسدادِ سود

### ضمیمہ

## تنظیمِ اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد (گزشتہ سے پیوستہ)

### از حافظ عاطف وحید

☆ اس petition کے دائرے جانے کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 26 ستمبر 2013ء کو اپنے مراسلے میں یہ petition برائے سماعت قبول کر لی اور 122 اکتوبر 2013ء کی تاریخ پر اسے ابتدائی سماعت دے دی اور اس جیسی دوسری متعدد درخواستوں کو یکجا کرتے ہوئے مشترکہ طور پر تمام کیس سننے کا عندیہ ظاہر کیا۔

☆ اس کیس کی پہلی اور ابتدائی سماعت میں محض اس کیس اور اس کے ساتھ lumped دیگر 117 کیس کو acknowledge کیا گیا اور کہا گیا کہ دوسری سماعت پر دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور petitioner کو اپنی بات کہنے کا موقع ہوگا۔

دوسری پیشی پر ڈپٹی انارٹی اور انارٹی جزل کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر ایک نئی تاریخ دینے کی نوید سنائی گئی۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ ایک سوال نامہ تمام petitioners اور ماہرین قانون علماء اور فنانشل ایکسپٹس کو ارسال کیا جائے گا جس کی روشنی میں ڈیمانڈ کردہ اس کیس پر بحث کی جائے گی۔ چنانچہ 14 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے بذریعہ مراسلہ و اخباری اطلاع بھیجا گیا اور کہا گیا کہ اس کا جواب تیار کر کے فیڈرل شریعت کورٹ کے رجسٹرار کو حسب استطاعت و توفیق ارسال کیا جائے۔

☆ تنظیمِ اسلامی کی طرف سے ان 14 سوالات کے جوابات مفصل طور پر تیار کر کے دکلائے کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل کروا دیے گئے اور کورٹ سے استدعا کی گئی کہ معاملے کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو تیزی سے منسوخ کیا جائے۔

☆ کورٹ کو assist کرنے کے لیے ہماری جانب سے تین مزید دکلائے سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کی گئیں جن میں رائے بشیر احمد غلام فرید سنو تھرہ اور اسد منظور بت شامل تھے۔ ہمارے علاوہ بعض دوسرے افراد اور آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی جوابات داخل کیے گئے جن میں متحدہ ملی مجلس جماعت اسلامی اور شیخ ابراہیم دوم ویلو اور دوسرے شامل تھے۔

(بحوالہ ”سود: حرمت، خباثیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمد)

## آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 412 دن گزر چکے!

# عید قربان اور اسوۂ ابراہیمی

## قربان حکیم کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

حج اور عید الاضحیٰ دونوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت ہی کے گرد گھومتے ہیں، جن کی تعظیم و تکریم روئے زمین کے بسے والوں کی دو تہائی تعداد کرتی ہے اور ان دونوں کے مراسم و مناسک ان کی حیات طیبہ کے بعض واقعات کی یادگار ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل عمر حیات کا لب لباب اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہے: ”امتحان و آزمائش“ جس کے لئے قرآن حکیم کی اپنی جامع اصطلاح ”ابتلاء“ ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں ان کی پوری داستان حیات کو ان چند الفاظ میں سمودیا گیا ہے ”اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے بہت سی باتوں میں تو اس نے ان سب کو پورا کر دکھایا۔“ (آیت: 124) سورۃ الملک کی ابتدائی آیات میں فرمایا: ”وہ جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو کہ تمہیں آزمائے کہ کون ہے تم میں سب سے اچھا عمل کے اعتبار سے۔“ (آیت: 2) بقول علامہ اقبال۔

تقریر ہستی سے تو ابھرا ہے مانند جناب  
اس زیاں خانے میں تیرا امتحان ہے زندگی!

کی پوجا ہو رہی تھی تو کہیں ستاروں اور سیاروں کو پوجا جا رہا تھا۔ اس ماحول میں آنکھ کھولنے اور پرورش پانے والے نوجوان نے جب یہ نعرہ لگایا کہ ”میں نے تو اپنا رخ پھیر دیا اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ہر طرف سے یکسو ہو کر اور میں ہرگز اس کے ساتھ شریک کرنے والا نہیں۔“ (الانعام: 79) تو کیا آسمان اور زمین وجد میں نہ آگئے ہوں گے اور کون و مکان میں پانچل نہ چل گئی ہوگی۔ بقول علامہ اقبال۔

عروج آدم خاکی سے انجم سبے جاتے ہیں  
کہ یہ ٹوٹا ہوا تار امہ کامل نہ بن جائے!  
عقل و فطرت کی اس آزمائش اور معرفت رب کے اس امتحان میں کامیابی کے فوراً بعد ”استقامت“ کی جانچ پرکھ کا ایک طویل اور جاں گسل سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس میں ہر لحظہ امتحان تھا ہر آن ابتلاء۔ ایک جانب ایک نوجوان تھا اور دوسری جانب پوری سوسائٹی اور پورا نظام۔ گویا ”کشاکش خس و دریا“ کا دیدنی نظارہ! عزم و ہمت کا وہ کون سا امتحان تھا جو اسے پیش نہ آیا۔ صبر و ثبات کی وہ کون سی آزمائش تھی جس سے وہ دوچار نہ ہوا۔ حوصلہ تحمل و برداشت اور جذبہ ایثار و قربانی کی جانچ پرکھ کا وہ کون سا طریقہ تھا جو ان پر آزمایا نہ گیا۔ گھر سے وہ نکالے گئے۔ معبد میں ان پر دست درازی ہوئی۔ سرعام اس پر ہجوم کیا گیا۔ دربار میں ان کی پیشی ہوئی اور آگ میں وہ ڈالے گئے۔ بقول شاعر

اس راہ میں جو سب پہ گزری ہے سوز گزری  
تہا نہیں زنداں کبھی رسوا سربازارا  
کڑکے ہیں بہت شیخ سر گوشہ منبر  
گر جے ہیں بہت اہل حکم بر سر دربار  
لیکن نہ کبھی اس کے جوش اور ولولے میں کوئی  
کمی آئی نہ پائے ثبات میں کوئی لغزش! باپ سے  
”واھنجونی، ملینا“ کی غیظ آمیز جھڑکی کھا کر بھی وہ پورے ادب و احترام اور پورے علم و وقار کے ساتھ یہ کہتے

انسان کی فلاح و کامیابی کا دار و مدار اس پر ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی اور پروردگار حقیقی کی معرفت حاصل کرے اور اس کی محبت سے سرشار ہو جائے جو گویا امتحان ہے اس کی عقل و خرد کا اور آزمائش ہے اس کے قلب سلیم اور فطرت سلیمہ کی۔ اور پھر پورے عزم و استقلال اور صبر و ثبات کے ساتھ قائم و مستقیم رہے اس کی اطاعت کئی اور فرمان برداری کامل پر جو کہ گویا امتحان ہے اس کے عزم اور حوصلے کا اور آزمائش ہے اس کی سیرت کی پختگی اور کردار کی مضبوطی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی سب سے پہلے اسی عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کے امتحان سے سابقہ پیش آیا۔ انہوں نے ایک ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جس میں ہر طرف کفر اور شرک کے گھناؤپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے اور کہیں بتوں اور مورتیوں

ہوئے رخصت ہوئے: ”تم پر سلامتی ہو! میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے معافی کی درخواست کروں گا“ حقیقتاً وہ مجھ سے بڑا مہربان ہے اور میں اعلان برأت کرتا ہوں تم سب سے بھی اور ان سے بھی جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو اور میں تو پکاروں گا صرف اپنے پروردگار ہی کو.....! مجھے یقین ہے کہ میں اس کو پکار کر بے نصیب نہ رہوں گا۔“ (مریم: 47:48) دربار میں پیشی ہوئی تو نہ لاؤ اس دل میں جو ہیں تیرے دیکھنے والے سر مقل بھی دیکھیں گے چمن اندر چمن ساقی! کے مصداق خدائے واحد و قہار کے پرستار نے دنیوی شان و شوکت، جاہ و جلال اور دہے اور طرطنے کو ذرہ بھر بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے شہنشاہ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلان کیا: ”میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔“ (البقرہ: 258) اور جب ربوبیت والوہیت کے مدعی مغرور نے مناظرانہ رنگ میں کہا: ”مجھے بھی زندہ رکھنے یا مار دینے کا اختیار حاصل ہے۔“ تو پوری جرأت رندانہ اور شان بے باکانہ کے ساتھ ترکی پر ترکی جواب دیا: ”تو اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (تجھ میں کچھ الوہیت ہے) تو تو اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا۔“ (البقرہ: 258) نتیجتاً اس کافر مردود نمرد کے پلے سوائے مرغوبی و مہبوتی کے اور کچھ نہ رہا اور پھر جب پوری قوم پوری سوسائٹی اور پورے نظام باطل نے اپنی ٹکست پر جھنجھلا کر انہیں آگ کے ایک بڑے الاؤ میں ڈالنے اور جلا کر اکر کر دینے کا فیصلہ کیا تب بھی ان کے عزم اور ارادے میں کوئی تزلزل نہ آیا اور عشق کی اس بلند پروازی پر وہ عقل بھی انگشت بدندان رہ گئی جس نے ابتداء سے خود ہی اس راہ پر ڈالا تھا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرد میں عشق  
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی!  
اور جب خدائے عظیم و قدیر نے اسے آگ سے مجزا نہ طور پر زندہ و سلامت نکال لیا تو اس نے یہ کہتے ہوئے کہ: ”میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں یقیناً وہ مجھے راہ یاب کرے گا۔“ (الصف: 99) گھر بار اور ملک و وطن سب کو خیر باد کہا اور آباء و اجداد کی سرزمین کو باحسرت و یاس دیکھتا ہوا وہ ان دیکھی منزل کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ صرف خدائے واحد کی پرستش کر سکے اور محض اسی کے نام کا کلمہ پڑھ سکے! حالانکہ اب زندگی

کے اس دور کا آغاز ہو چکا تھا جس میں جوانی کا زور و ثننا ہو محسوس ہونے لگتا ہے اور بڑھاپے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔ بقول حالی۔

ضعفِ بیری بڑھ گیا، جوشِ جوانی گھٹ گیا  
اب عصا بنوایے نخلِ تمنا کاٹ کر  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد کی پوری زندگی مسلسل مسافرت و مہاجرت کی داستان ہے۔ آج شام میں ہیں تو کل مصر میں، پرسوں شرق اردن میں ہیں تو اگلے روز حجاز میں۔ کوئی فکر ہے تو صرف اس کی اور وہ جن ہے تو محض یہ کہ توحید کا کلمہ سر بلند ہو اور دعوتِ توحید کے جا بجا مراکز قائم ہو جائیں۔ اپنی ان کوششوں میں وہ اس بوڑھے باغبان سے نہایت گہری مشابہت رکھتے ہیں جو جا بجا اپنے لئے نہیں بلکہ آنے والی نسوں کے لئے باغ لگاتا پھر رہا ہے۔ جب بڑھاپے کے آثار کچھ زیادہ ہی طاری ہوتے محسوس ہوئے اور ادھر یہ نظر آیا کہ اولاد سے تا حال محرومی ہے تو فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے بعد اس مشن کو کون سنبھالے گا۔ وطن سے ایک نتیجے نے ان کے ساتھ ہجرت کی تھی جسے شرق اردن میں دعوتِ توحید کی علم برداری سونپ دی تھی۔ اللہ سے دعا کی ”پروردگار! نیک وارث عطا فرما۔“ (الصفّٰت: 100) اور اللہ کی شان کہ خالص معجزانہ طور پر ستاسی برس کی عمر میں اللہ نے ایک چاند سا بیٹا عطا فرما دیا اور وہ بھی ایسا جسے خود اللہ نے ”غلامِ حلیم“ قرار دیا۔ جیسے جیسے بیٹا بڑا ہوتا گیا گیا بوڑھے باپ کا نخلِ تمنا دو بارہ ہوا ہوتا گیا۔ یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ کیسی جذباتی وابستگی بوڑھے باپ کو اس بیٹے سے ہوگی اور کیسی اُمیدیں اس نے اپنے دل میں اس کے ساتھ وابستہ کر لی ہوں گی۔

بیٹا برابر کا ہونے کو آیا تو گویا باپ کا دست و بازو بن گیا اور دونوں نے مل کر توحید کے عظیم ترین مرکز یعنی کعبۃ اللہ کی دیواریں اٹھائیں جسے قرآن حکیم نے ”الْبَيْتَ الْعَتِيقَ“ بھی قرار دیا اور ﴿اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ﴾ کا مصداق بھی۔ یہ مقدس معمارانِ حرم جن جذبات کے ساتھ تعمیر کر رہے تھے ان کی عکاسی قرآن حکیم کی ان آیات میں ہتمام کمال کی گئی ہے:

”اور جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے (تو کہتے جاتے تھے) پروردگار ہمارے! قبول فرما ہم سے (ہماری یہ خدمت)“

یقیناً تو سب کچھ سننے والا بھی ہے اور سب کچھ جاننے والا

بھی۔ اور اے رب ہمارے! بنا لے رکھ ہم دونوں کو اپنا فرما ہر دواز اور اٹھا ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار اُمت۔“ (البقرہ: 127، 128)

ادھر بوڑھا باپ اپنے جوان ہوتے ہوئے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر جی رہا تھا، ادھر قدرت مسکرا رہی تھی۔ اس کے ترکشِ امتحان میں ابھی ایک تیر باقی تھا، دل کو چھید جانے والا اور جگر سے پار ہو جانے وال تیر! گویا ابھی آخری آزمائش باقی تھی، محبت اور جذبات کی آزمائش اُمیدوں، آرزوؤں اور تمناؤں کا امتحان۔ حکم ہوا اپنے بیٹے کو ترقباً کر دو۔ زمین پر سکتہ طاری ہو گیا، آسمان لرز اٹھا، لیکن نہ بوڑھے باپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا ہوئی، نہ نوجوان بیٹے کے صبر و تحمل میں کوئی لرزش، دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ عین آخری لمحے پر رحمتِ خداوندی حکمتِ امتحان پر غالب آگئی اور بوڑھے باپ کی امتحان میں کامیابی کا اعلان کر دیا گیا۔ بغیر اس کے کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح شدہ لاش فی الواقع اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

سورۃ الصفّٰت میں کتنے قلیل الفاظ میں صورتِ حال کی مکمل تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ ”تو جب وہ (بیٹا) اس (باپ) کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنے کے قابل ہوا تو اس نے کہا: میرے بچے! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: ”ابا جان! کر گزرے جو حکم آپ کو مل رہا ہے آپ ان شاء اللہ مجھے صابر ہی پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل پچھاڑ دیا تو ہم نے پکارا اے ابراہیم! (بس کر) تو نے خواب پورا کر دکھایا۔ ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔“ (الصفّٰت: 102 تا 106) گویا جس کا امتحان لیا جا رہا تھا اس نے ہمت نہ ہاری، ممتحن ہی کو بس کرنا پڑی۔ جس نے نہ صرف یہ کہ اس بیٹے کی جگہ مینڈھے کی قربانی بظور فدایہ قبول کر لی بلکہ اس کی یادگار کے طور پر ہمیشہ ہمیش کے لئے قربانی کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اس امتحان اور آزمائش کی ایک طویل داستان کمال کو پہنچی اور عقل و فطرت کی سلامتی اور سیرت و کردار کی چنگی کی کٹھن جانچ پرکھ اور جذبات و احساسات کے ایثار و رحمت کی قربانی کے مشکل امتحانات سے گزر کر اللہ نے اپنے برگزیدہ بندے کو امانتِ الناس کے منصب پر فائز کیا۔ ”سلام ہو ابراہیم پر! اسی طرح ہم

بدلہ دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو یقیناً وہ ہمارے صاحب یقین بندوں میں سے تھا۔“ (الصفّٰت: 109 تا 111)

گویا یہ ہے ایک سچے مسلمان کی زندگی کی ایک کامل تصویر اور ”ایمانِ حقیقی“ کی صحیح تصویر۔ بقول مولانا محمد علی جوہر۔

یہ شہادتِ گہ الفت میں قدم رکھنا ہے  
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا!

سورۃ الحج میں حج کے دو ہی بنیادی ارکان کا ذکر ہے: ایک اللہ کے نام پر جانوروں کی قربانی اور دوسرے طوافِ بیت اللہ اور ان میں سے بھی زیادہ زور اور تکرار قربانی پر ہی ہے۔ ”اور ہم نے ہر ایک امت کے لیے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے تاکہ جو مویشی چار پائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں (ان کے ذبح کرنے کے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں۔“ (الحج: 34) ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ جس طرح ہم نے دین کے دوسرے تمام حقائق کو محض رسوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے جس کا مرثیہ علامہ اقبال نے اس شعر میں کیا تھا کہ۔

رہ گئی رسمِ اذانِ روحِ بلالیؑ نہ رہی  
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؑ نہ رہی!

اسی طرح قربانی کی روح بد قسمتی سے ہماری عظیم اکثریت کے عمل ہی سے نہیں وہم و خیال سے بھی غائب ہو چکی ہے اور اب اس کی حیثیت بعض کے نزدیک محض ایک رسم کی ہے اور اکثر کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ایک قومی تہوار کی۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہر سال چند لاکھ سے بھی زائد کلمہ گوج کرتے ہیں اور بلا مبالغہ کروڑوں کی تعداد میں جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے، لیکن اُس روحِ تقویٰ کا فقدان ہے جس کی رسائی اللہ تک ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے  
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے  
نماز و روزہ و قربانی و حج  
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے!

کاش کہ ہم جرأت کے ساتھ موجودہ صورتحال کا صحیح تجزیہ کر سکیں اور اصل روحِ قربانی کو اپنی شخصیتوں میں جذب کرنے پر کمر ہمت کس لیں اور عیدِ قربان پر جب اللہ کے لئے ایک بکر یا دنبہ ذبح کریں تو ساتھ ہی عزیمتِ صمیم کر لیں کہ اپنا تن، من و ذہن اس کی رضا پر قربان کر دیں گے۔



# اس کے لئے ہر دور میں ہر قدم پر پاکستان کو دھڑکا رکھی دیوالہ نہیں سلام بھی دینے کے رکھ کر خدائے

آئی ایم ایف ہمیں ڈیفالٹ نہیں ہونے دے گا اور نہ ہی ہمیں کبھی آزاد ہونے دے گا: مصطفیٰ کمال پاشا

دیوالہ میں پروردگاری اور غربت کو کم کرنے کے لیے درگاہ سے موثر کوئی نظام موجود نہیں ہے: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

میریاں: دسم احمد

## پاکستان کی معاشی بد حالی: آخر کب تک کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

**سوال:** پاکستان اس وقت بدترین معاشی بحران کا شکار ہے۔ آپ کے خیال میں پاکستانی معیشت کی اس تنزلی کا ذمہ دار کون ہے؟

**مصطفیٰ کمال پاشا:** معیشت اور سیاست کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ مائیکرو لیول پر یہ ذمہ داری کسی ایک رکن پر نہیں آتی بلکہ آئین کی اس شق پر عمل نہیں ہوا کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ یہاں سے ہی ہماری تمام تر خرابیوں، برائیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ابتدا ہوتی ہے اور پھر ہم نے آئین کے تحت طے کیا کہ ہمارا نظام زر، نظام سیاست اور نظام معاشرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں ترتیب پانے گا۔ لیکن عملی طور پر ہمارا آج تک نظام زرسود کے گرد گھوم رہا ہے جو قرآنی احکامات اور فرمان رسالت میں قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ ہم جس عالمی نظام معیشت اور نظام سیاست کا حصہ ہیں اس کی بنیاد سود ہے چنانچہ ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی جنگ کر رہے ہیں۔ آج پاکستان معاشی اور معاشرتی طور جس مقام پر کھڑا ہے اس کی یہ وجہ ہے ہم نے اپنا قبلہ درست نہیں کیا۔

**سوال:** پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال میں 2023ء کا بجٹ بھی آنے والا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں حکومت ان حالات میں متوازن بجٹ پیش کر سکے گی؟

**رضاء الحق:** متوازن بجٹ کا انحصار چند چیزوں پر ہے۔ ہمارا گزشتہ بجٹ تقریباً ساڑھے نو کھرب روپے کا تھا اور اس میں تقریباً ساڑھے چار کھرب روپے قرضوں کے اوپر سود کی ادائیگی کے لیے تھا۔ انتہائی حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے واجب الادا قرضے میں سے دو تہائی اندرونی قرضہ ہے۔ یعنی پاکستان کے اندر ہی ڈیپازیشنس، اداروں، آرگنائزیشنز اور صوبوں کا آپس میں واجب الادا

ہے اور اس کے اوپر سود بنا ہوا ہے، باقی ایک تہائی بیرونی قرضہ ہے۔ پچھلے کچھ عرصے کے دوران آئی ایم ایف سے ہماری ڈیل نہیں ہو پاری لیکن ڈالر کی اڑان کی وجہ سے اس قرضے کے حجم میں بہت زیادہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے روپے ڈالر میں کنورٹ کر کے ہی قرضوں کی واپسی کرنی ہے۔ پچھلے بجٹ میں ہم نے ٹیکس کلکیشن تقریباً چار ارب روپے نو کھرب روپے رکھی تھی اور

### مرتب: وقار احمد

وصولی اس سے زیادہ ہوئی۔ لیکن ہمارا ٹیکس سسٹم بالواسطہ ٹیکسوں پر چلتا ہے جو ایک ظالمانہ نظام ٹیکس ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں بیرون ملک سے ترسیلات (ریٹیننسز) آتی ہیں۔ اگر ٹیکس سسٹم کو دیکھا جائے تو دو باتیں بڑی واضح ہوتی ہیں، پہلی بات یہ کہ مراعات یا فائدہ امیر طبقے پر بالواسطہ ٹیکس بہت کم لگتا ہے جس کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکس غریب ترین آدمی دینے پر مجبور ہے، براہ راست ٹیکس کی شرح بہت کم ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا ٹیکس نیٹ بہت چھوٹا ہے اور کیا ہم آئندہ ان معاملات میں خود انحصار ہونا چاہتے ہیں یا امریکہ اور آئی ایم ایف سے کوئی ڈیل چاہتے ہیں۔ پاکستان کے لیے عرصے سے آئی ایم ایف کے چنگل میں رہا ہے اور اب ہم سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر بالکل کمزور اور مفلوج و معذور ہو گئے ہیں بلکہ یوں سمجھ لیں کہ بستر مرگ پر ہیں۔ اس حالت میں بھی آئی ایم ایف ہماری ناک سے ٹیکس لیں نکلا رہا ہے، پہلے تو معاشی شرائط رکھتا تھا لیکن اب تو سیاست میں بھی مداخلت شروع کر دی ہے۔ اجتماعی سطح پر یہ مہم شروع ہونی چاہیے کہ خود انحصاری کی بنیاد پر جتنی چادر ہے اس کے مطابق پاؤں پھیلائے جائیں اور وہ صرف نعرے کی حد تک مہم نہ ہو حقیقت میں بھی نظر آئے۔

ان معاملات کو صحیح طریقے نمٹا جائے پھر متوازن بجٹ آسکتا ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہوگا تو پھر جیسے پچھلے بجٹ آتے رہے اور اس کے بعد پھر اگلا سٹیبل سٹریٹیجی بجٹ اور پھر مزید سٹیبل سٹریٹیجی بجٹ یہی سلسلہ چلاؤ پھر صورتحال ٹھیک نہیں ہوگی۔

**سوال:** ہم کافی دیر سے کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں آئی ایم ایف سے لون مل جائے۔ اب آئی ایم ایف سے قرض کے معاہدے میں کافی تاخیر ہو چکی ہے۔ آپ کے خیال میں اس تاخیر کی وجہ کیا؟

**ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی:** میں سمجھتا ہوں اس میں ہماری غلطیاں بھی ہیں مگر اس کی جو بنیادی وجہ امریکہ کا رویہ پاکستان کے ساتھ ٹھیک نہیں کیونکہ آئی ایم ایف امریکی احکامات کے تابع ہے۔ اب امریکہ کی ترجیحات بدل چکی ہیں۔ اصل میں امریکی جنگ دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر تھی وہ حقیقت میں دہشت گردی کے فروغ کے لیے تھی۔ اب اس جنگ میں امریکہ کو مدد کی ضرورت کم ہو چکی ہے اس لیے اس کا رویہ بدل گیا ہے۔ نائن ایون کے بعد ستمبر 2008ء میں پاکستان کو تباہی کی طرف لے جانے کا معاہدہ کیا گیا تھا۔ پندرہ سالہ سفر میں امریکہ کا مشن یہ تھا کہ پاکستان میں دہشت گردی کو فروغ دیا جائے اور پاکستان کو دہشت گرد ملک اور اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دیا جائے۔ پاکستان کو غیر مستحکم کیا جائے اور معیشت کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ پاکستان کے اداروں میں کھراؤ بڑھایا جائے اور قوم، حکومت، افواج پاکستان اور اداروں میں اعتماد کا سنگین بحران پیدا کیا جائے۔ بد قسمتی کے ساتھ یہ مقاصد بڑی حد تک امریکہ نے حاصل کیے ہیں۔ ایک خوفناک بات یہ ہے کہ عالمی طاقتوں کی نیو گریٹ ٹیم کے تحت یہ سوچ ہے کہ آگے چل کر آئی ایم ایف، ایف اے ٹی ایف اور پاکستان کی

اشرافیہ کی مدد سے خدا نخواستہ پاکستان کے ایشی طاقت کو نقصان پہنچایا جائے۔ پاکستان کے جغرافیائی نقشے تبدیل کر دے، ہماری سرحدیں چین، افغانستان اور ایران سے بندھیں تاکہ پاکستان کی اہمیت ختم ہو جائے اور پاکستان کے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچایا جائے۔ پاکستان میں انہی مقاصد کی طرف پیش قدمی ہو رہی ہے اور نائن ایون کے بعد ممتاز امریکی دانشور ہنری کیمنگ نے یہ کہا تھا کہ دہشت گردی کی جنگ کا فیصلہ کن مرحلہ تب ہوگا جب افغانستان میں امریکی کارروائیاں ختم ہو رہی ہوں گی اور اس جنگ کا محور افغانستان کے باہر ہوگا۔ آج بھی میں کہہ رہا ہوں کہ یہ فیصلہ حکومت کرے گی کہ ہمیں ڈیٹا کب کرنا ہے۔ معیشت تباہی، روپے کی قدر میں کمی، مہنگائی میں تیزی سے اضافہ یہ سب ہم نے نیو گریٹ گیم کے مقاصد کو تقویت پہنچائی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان کے اشرافیہ نے اقتدار اور دولت کے لیے اس میں مکمل طور پر تعاون کیا ہے۔

**سوال:** پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت آئندہ بجٹ میں کیا اقدامات اٹھائے کہ مہنگائی میں پسی ہوئی عوام کو واقعتاً کوئی حقیقی ریلیف مل سکے؟

**ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی:** حکومت کو یہ معلوم ہے آئندہ مالی سال میں ہماری شرح نمو بہت سست رہے گی، افراط زر یعنی مہنگائی چار گنا تک رہے بڑھ جائے گی۔ یہ بجٹ ہم آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق بنا رہے ہیں اور طاقتور طبقوں کو بھی مراعات دینی ہیں اس لیے عوام کو ریلیف ملنا نہیں نظر آ رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت مراعات دینا چاہے تو بینک دے لیکن ٹیکس کی پوری روک لے، اس سے کوئی چار ہزار روپے ہمیں مل سکتے ہیں۔ اور کاہنہ میں جو پچاسی چھپاسی آدی بیٹھے ہیں ان کے شاہانہ اخراجات میں پندرہ سو روپے کی کمی ممکن ہے لیکن بد قسمتی سے ایسا کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔

**سوال:** موجودہ معاشی صورتحال کے دوران آپ کے خیال میں جو بینکس بجٹ ہو اس کی چیدہ چیدہ ترجیحات کیا ہونی چاہیے؟

**ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی:** میرے خیال سے اس صورتحال میں بینکس بجٹ نہیں ہوگا بلکہ آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق ہوگا۔ اب ہمارے پاس دو ہی راستے رہ گئے ہیں یا تو بجٹ سے پہلے معیشت کے شعبے میں اصلاحات کو قانونی شکل دے دیں اور وہ قانون اتنا واضح ہو کہ الیکشن کے بعد جو بھی حکومت آئے وہ اس پر عمل کرنے کی پابند ہو یا پھر پوری قوم تیار ہو جائے کہ اس کو

خودکشی کرنی ہے۔ حکومت کو ٹیکسوں کے نظام کو اسلام کے نظام عدل کے مطابق بنانا ہوگا۔ جس کی آمدنی زیادہ ہے اس سے ٹیکس لے لیں، جس کی آمدنی کم ہے، اس سے ٹیکس نہ لیں اور جی ایس ٹی کو اٹھارہ فیصد سے کم کر کے سات فیصد پر لے آئیے، پٹرولیم مصنوعات پر بھتہ کو پچاس روپیہ سے صفر کر دیجیے پھر بھی آپ کو اتنی آمدنی مل جائے گی کہ آپ غریب کو مراعات دے سکیں۔ ہمارا ٹیکسوں کا نظام غیر اسلامی اور غیر آئینی ہے۔ آکم ٹیکس آرڈیننس 4/111 ہے جس کے تحت لوٹی ہوئی دولت، رشوت، بھتے اور سنگلنگ کی کمائی کو قومی خزانے میں ایک روپیہ جمع کرائے بغیر ہم اس کو باہر منتقل کر سکتے ہیں، اس قانون کو منسوخ کرنا پڑے گا۔ تو اتنی کمی کے شعبے میں اصلاحات کرنی پڑے گی۔ تعلیم اور صحت کا بجٹ کم سے کم دو گنا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

پاکستان کی پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیاں، سول اور ملٹری بیورو کریسی، عدالتیں، دانشور، الیکٹرانک میڈیا اور اس طریقے سے وہ لوگ جو معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک کردار ہے کہ گلہ جوڑ کر کے طاقتور طبقوں کو مراعات دی جائیں اور پاکستان کو کمزور کیا جائے۔

نے جو زکوٰۃ کا نظام دیا تھا اسے راج اور نافذ کرنا ہوگا۔ مغرب کے ماہرین سے بہت سی چیزیں ڈسکس ہوتی تھیں، دو باتوں پر مجھ سے متفق تھے۔ ایک یہ کہ دنیا میں بے روزگاری یا غربت کی کمی کے لیے زکوٰۃ سے اچھا موثر نظام کوئی موجود نہیں ہے اور دوسرا نفع نقصان میں شرکت کا جو اسلامی طریقہ بینکاری ہے اس سے بہتر نظام کوئی بھی نہیں۔ بے نظیر آکم سپورٹ پروگرام کئی سو ارب روپے کا اس سے آپ لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس کو آپ مانگیرو فنانس کے تحت بینکوں کو پابند کیا جائے کہ اس میں بلا سو قرضے آپ کو دینے ہوں گے۔ پلہبر، الیکٹرونکس، کارپینٹر، چھوٹے کسان، گھریلو خواتین کو یہ قرضے دیں تاکہ وہ اپنا رزق کمائیں، چھوٹا موٹا کاروبار کر سکیں۔ اس طریقے سے عام آدمی کو رزق کی فراہم مانگیرو فنانس کے تحت جس میں حکومت کی جیب سے پیسہ نہیں جائے گا۔ اسلامی بینکوں کو کہا جائے کہ ان لوگوں کو آپ سرمایہ فراہم کریں۔ زکوٰۃ کے نظام کو بھی بینظیر آکم سپورٹ پروگرام سے منسلک کریں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیاں، سول اور ملٹری بیورو کریسی، عدالتیں، دانشور،

الیکٹرانک میڈیا اور اس طریقے سے وہ لوگ جو معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک کردار ہے کہ گلہ جوڑ کر کے طاقتور طبقوں کو مراعات دے کر پاکستان کو خدا نخواستہ کمزور کیا جائے۔

**سوال:** 2024ء میں پاکستان پھر آئی ایم ایف کے پاس جانا چاہ رہا ہے تقریباً ایک سال کوشش کے باوجود بھی ہمیں قرض نہیں ملا ہے۔ آپ کے خیال میں مستقبل قریب میں ہمیں آئی ایم ایف سے قرض ملنے کا کوئی امکان نظر آتا ہے؟

**مصطفیٰ کمال پاشا:** حکومت پاکستان نے آئی ایم ایف کی وہ شرائط بھی پوری کر دی ہیں جو ہم پوری کرنے کی استعداد نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً روپیہ کی قدر کو گرا دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں اس وقت جو واسطہ مہنگائی کی شرح اڑتالیس فیصد ہے۔ اور پھر ہم نے کئی ایسے سیاسی فیصلے بھی آئی ایم ایف کے کہنے پر کیے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا سیاسی عدم استحکام بھی بڑھ گیا۔ اب تمام جاز اور ناجاز شرائط پوری کرنے کے باوجود آخری شرط آئی ایم ایف نے لگائی ہے کہ جو نمائندہ حکومت ہو اس سے معاہدہ ہوگا، جس کو ہماری حکومت نے کہا ہے کہ یہ ہمارے سیاسی معاملات میں مداخلت ہے۔ آئی ایم ایف صرف قرض دینے والا ادارہ نہیں ہے بلکہ ان کے سیاسی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ سیاسی مقاصد دو ممالک دیکھتے ہیں امریکہ اور برطانیہ، دونوں کا آئی ایم ایف کے مالی مدد کے اندر حصہ ہے۔ آئی ایم ایف کو سب سے زیادہ حصہ تقریباً 23 فیصد فنڈ امریکہ دیتا ہے، اس کی پالیسیوں پر امریکہ اثر انداز ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، تو امریکہ کے ہم سے دو مطالبے ہیں۔ ایک یہ کہ سی پیک کو بند کریں، دوسرا یہ ہے کہ جو انڈین اوٹیشن کے اندر امریکہ چین کو گھیرنا چاہتا ہے کہ جس طرح ہندوستان اس کا حصہ ہے، اسی طرح پاکستان بھی اس کا حصہ بنے اور اس سے آگے پاکستان اب جس نئے اتحاد کی طرف بڑھ رہا ہے جو چین، روس، ایران اور سعودی عرب۔ گوادر کی بندرگاہ جو ہے چین کے حوالے کر دی اور بندرگاہ کو بھی سی پیک کے اندر لارے ہیں تو امریکہ یہ ہرگز قبول نہیں ہے۔ آئی ایم ایف نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ جو پیسے آئی ایم ایف دے گا یہ چین کے قرضے ادا کرنے میں خرچ نہیں ہونے چاہئیں۔ آئی ایم ایف ہمیں ڈیٹا کب نہیں ہونے دے گا اور نہ ہی ہمیں کبھی آزاد ہونے دے گا۔ بے نظیر آکم سپورٹ پروگرام کو اس حوالے سے استعمال

کرنا چاہیے جو زکوٰۃ ہے اس کے ذریعے ہم لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے دیں۔ اخوت نے یہ تجربہ کیا ہے۔ پانچ سو ملین روپیہ اخوت کے حوالے کیے گئے۔ اخوت نے یہ رقم پلیمز، ایکسٹریٹرز، ویلڈرز، موٹر مینیکر زکوٰۃ قرض حسد دے جو گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے اچھی حکمت عملی تھی۔ اس قرضے کی واپسی تقریباً 99 صدی رہی ہے۔ یہی قرض واپس آتا ہے پھر نئے لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ بے نظیر لاکھ سپورٹ پروگرام اور زکوٰۃ فنڈ دے کر ہم لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس کی بجائے کہ ہم اس روزگار مہیا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ قرآنی احکامات اور زکوٰۃ کا جو منشا ہے وہ بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ان کے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔

**سوال:** ایک نیا گروپ دنیا میں اس وقت نمودار ہو رہا ہے چین، روس، ایران اور سعودی عرب کا اور پاکستان کا رجحان بھی اسی طرف بڑھ رہا ہے۔ دوسرے ممالک کے ساتھ معاہدے کرنے میں ہم جلدی کرتے ہیں، ادھر معاملات کچھ تعطل کا شکار ہیں۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے اور کیا ایسا کرنا پاکستان کے وسیع تر مفاد میں ہوگا؟

**رضاء الحق:** یقیناً پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ اس وقت ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادی ہیں جبکہ دوسری جانب چین باقاعدہ امریکہ کا حریف ہے۔ اگر عوامی سطح پر دیکھیں تو جو طاقت کے کوریڈورز ہیں سول بیورو کریسی اور سول حکمران ہو یا ملٹری اسٹیبلشمنٹ ہوان سب کی سوچ کے اندر 180 ڈگری کا فرق ہے۔ امریکہ نے ہر دور میں ہر قدم پہ ہمیں دھوکا بھی دیا ہے، ہمیں غلام بنائے رکھا اور آج تک اسی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہماری تمام حکومتیں بلا استثنا چاہے وہ سول ہو یا مارشل لائی حکومتیں ہو، وہ ساری کی ساری امریکہ کی غلامی کی وجہ سے پاکستان کو نقصان پہنچاتی رہی ہیں۔ چاہے جان بوجھ کر شعوری طور پر یا بغیر سوچے سمجھے غیر شعوری طور پر۔ ماضی میں ہمارے امریکہ کے ساتھ دیرینہ تعلقات رہے ہیں ابھی چین کے ساتھ ذرا نسبتاً نئے تعلقات ہیں۔ ہمارے مقتدر طبقات کے مفادات ہیں چاہے معاشی اثاثوں کی صورت میں ہو۔ یا اگلی نسلوں کی صورت میں ہو وہ بھی امریکہ اور مغرب کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے انہی مغربی ممالک کی پالیسی کو چلا رہے ہوتے ہیں اور ان کا خفیہ ایجنڈا ہوتا ہے۔ روس، چین، ایران اور سعودی عرب کا اتحاد بن رہا ہے۔ چین ڈالر سے ہٹ کے متبادل اپنی لوکل

کرنسی میں بین الاقوامی تجارت کر رہا ہے کچھ دن پہلے وال سٹریٹ جرنل کی ایک سٹوری آئی ہوئی تھی کہ چین تقریباً آٹھ سو بلین ڈالر کے چھوٹے چھوٹے معاہدے مختلف ممالک کے ساتھ Brics کر چکا ہے جو ان کی لوکل کرنسی ہے۔ اور ایس سی او کے فورم پر بھی یہ بات سامنے آ رہی ہے اور انیس ممالک نے اپنی دلچسپی ظاہر کر دی ہے کہ وہ متبادل کرنسی کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ البتہ پاکستان ابھی شامل نہیں ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ پاکستان بھی ڈالر سے کسی نہ کسی طرح جان چھڑائے۔ چین کے ساتھ پاکستان کا بنیادی معاہدہ ہی بیک کا ہے۔ اسی کی

مغرب کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں بے روزگاری اور غربت کو ختم کرنے کا زکوٰۃ سے بہتر کوئی نظام نہیں۔

بنیاد کے اوپر ہمارے زیادہ تر پروجیکٹس کا انحصار ہے۔ ہم چاہیں گے کہ پاکستان اپنی درآمدات بھی چین کی طرف بڑھائے، امریکہ ہرگز اس کو قبول نہیں کرے گا۔ آئی ایم ایف کے ذریعے بھی ایران کے ساتھ 2014ء میں ہمارا گیس پائپ لائن کا ایک منصوبہ طے ہوا تھا۔ دس سال گزرنے کو ہیں اس میں ایک شق موجود ہے کہ اگر دس سال تک پاکستان اس معاہدے پر عمل درآمد نہیں کرتا تو اٹھارہ بلین ڈالر جرمانہ ہو سکتا ہے۔ شواہد یہی ہیں کہ شاید ایران تعاقب نہ کرے لیکن اگر خدا نخواستہ ایسا معاملہ ہوتا ہے تو بہت بڑا خسارہ ہوگا۔ وزیر پٹرولیم مصدق ملک صاحب نے بڑی حیران کن بات کی کہ روئی تیل کا معاہدہ ہو رہا ہے لیکن توقع نہ کریں کہ عوام کے لیے تیل سستا ہوگا۔ کیوں سستا نہیں ہوگا اپوری دنیا میں روس سستا تیل بیچ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے پوری دنیا اپنی تیل کی قیمتوں کو کنٹرول کر رہی ہے۔ مغربی ممالک کا ایشیا سے تیل لینے کا تو مقصد یہی تھا کہ تیل سستا ہوگا اور ہم عوام کو ریلیف دے سکتے ہیں۔ ملکی مفاد کے تحت پالیسی اس وقت بنتی ہے جب مخلص لوگ ہوں، ان کے نزدیک ملکی پالیسی بھی اہم ہو۔ اگر اپنے ذاتی مفادات، بینک بیلنس اور اولادیں بھی باہر ہوں تو یہ امید نہیں لگائی جاسکتی۔ البتہ ہماری دعویٰ ہے کہ یہ پاکستان کے مفاد میں ہے۔ قرآن پاک کی سورت طہ کی آیت 124 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَعِيْشَةٌ ضَنْكًا﴾ ایک طرف چار سو سے زیادہ دن گزر گئے لیکن سود کے فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ دوسری طرف سٹے اور جوئے کے اوپر ہمارا معاشی نظام چل رہا ہے۔ زکوٰۃ قرض حسد اور صدقات

نافذ کے حوالے سے ہماری سوچ ہی نہیں ہے۔ نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور آئین کے اندر اسلامی شقات بھی موجود ہیں لیکن ہم اسلام کو ترجیح دینا ہی نہیں چاہتے۔

**سوال:** پاکستان کے معاشی نظام میں بہتری لانے کے لیے تنظیم اسلامی کی ترجیحات کیا ہیں؟

**رضاء الحق:** تنظیم اسلامی کا معیشت کے حوالے سے جو نقطہ نظر ہے وہ وہی ہے جو قرآن و سنت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ اسلام اجتماعی زندگی کا سسٹم ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا إِلٰهَ اِلَّا الْيٰسِقِيْنَا عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران: 19) ”یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَدْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرہ: 208) ”اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

دین بنیادی طور پر دو بڑے گوشوں پر مشتمل ہے، ایک انفرادی زندگی کا گوشہ جس میں کچھ عقائد، عبادات اور رسومات ہیں لیکن ریاست میں اجتماعی معاملات کو بھی دیکھا جاتا ہے اس میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی تینوں نظام موجود ہیں۔ نظام تعلیم اور نظام عدل تو بہر حال ہر جگہ موجود ہے۔ اور عدل اجتماعی تو اسلام کا خاصہ ہے۔ معیشت کے حوالے سے سودی نظام کا ہر صورت میں خاتمہ لازم ہے، یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہے۔ نمبر دو سٹ اور جو اس طرح کے جتنے دوسرے معاملات ہیں، ان سب کا خاتمہ کرنا اور اسٹاک مارکیٹ کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ بینکنگ کے نظام کو بھی اسلامی کیا جائے۔ گریشن کو ہمارے بعض فقہاء نے مال تیمم کے اندر خیانیت کرنے سے ممانعت دی ہے تو گریشن کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا ہے اور اس پر کڑی سزا ہونی چاہیے۔ سرمایہ داری اور جاگیر داری کے نظام کا خاتمہ کر کے بیرونی اور اندرونی دونوں سطحوں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے قرآن و حدیث کی بنیاد پر جو جو چیزیں حرام ہیں ان سب کو ختم کرنا ہے۔ ریاست کی جو بنیادی ذمہ داری ہے غذا، رہائش، صحت اور تعلیم، یہ ہر صورت میں ہر شہری کو باہم پہنچانی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے اپریل 2022ء میں فیصلہ سنایا کہ سود کو ختم کیا جائے اور 31 دسمبر 2027ء تک معیشت کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ جب اس فیصلے پر عمل درآمد ہوگا تو ہماری گاڑی ایک بار پھر پٹری پر چڑھ جائے گی۔

# کشیہ انصاف

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

دہایا؟ کوئی نہیں جانتا! باگرام میں تشدد دستی کی چیخ و پکار پر نوسلمہ ایوان ریڈی نے پاکستان آکر عمران خان کی فراغت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اس پر آواز اٹھانے کو کہا۔ یوں یہ راز فاش ہوا کہ خراکاروں کے ہاتھ ہماری بیٹی چڑھ گئی ہے۔ امریکا کی طرف سے افغانستان پر چڑھائے گئے لشکروں اور اتحادیوں کے 42 ممالک کے 400 فوجی اڈوں اور ایک لاکھ تیس ہزار فوجیوں میں کچھ حصہ مسلم ممالک کا بھی شامل رہا۔ اتنے بھاری بھرم عساکر و جنود کو ایک تین نھے بچوں کی منگنی سی ماں، کمزور عورت سے کیا قیامت خیز ایٹم بم نما خطرہ، چیلنج درپیش تھا؟ اسے انخوا کر کے ہولناک محقوبت خانے میں ڈالا جس میں جوانمرد بھی قبروں میں اتر گئے تاب نہ لاکر۔ وہاں نوسوانی چینیوں عالمی یوم نسواں کے چہرے کا خوبصورت نقاب نوج رہی تھیں۔ راز فاش ہونے پر پاکستان میں چھوٹیاں شروع ہو گئیں۔ باگرام کے قیدی تڑپ اٹھے۔ احتجاجی جھوک ہڑتال نوعیت کے سلسلے شروع ہوئے۔ اب روندی رگیدی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گولہ دلچ کے مرکز عدل و انصاف امریکا پہنچا دیا گیا۔ 36 سالہ (2008ء) عافیہ پر (3 بچوں کے ساتھ) افغانستان میں امریکی فوجی سوراواں پر اقدام قتل اور حملے کی کوشش کا الزام دھرا گیا۔ نیویارک وفاقی عدالت نے اس کی سزا 86 سال قرار دی۔ قتل کوئی نہ ہوا۔ (دھان پان عورت 3 بچے گود میں لیے تو چھپر مارنے کی بھی گنجائش نہ تھی!) لیکن سزا ملاحظہ ہو۔

ادھر امریکی مشنڈا رینڈ ڈیوس ہمارے ہاں تین جوان مار کر دندا تا پھرا۔ اعلیٰ ترین سطح سے اس کی دیکھ بھال کی گئی۔ جھوٹ کی بنیاد پر اسے سفارت کار ظاہر کیا امریکی حکومت نے۔ جوانوں کی دیت بھی حکومت پاکستان نے خود دلوائی۔ قاتل کو وی آئی پی بنا کر پوری آؤ بھگت کے بعد رخصت کیا۔ انصاف یہ بھی تھا! 2003ء سے دھکے کھاتی ڈاکٹر عافیہ (جب پہلی مرتبہ پاکستان میں گرفتار کی گئی) پر اب دودھ بایاں گزر گئیں۔ امریکا، نیٹو،

پاکستان ابھی 9 مئی کے بھونچال سے بحال نہیں ہوا۔ ہمہ گیر اثرات سیاسی، معاشی، ابلانی، عالمی سطح پر جاری ہیں۔ ایک طرف گھونسا خالی ہو رہا ہے، ہٹکے بکھر رہے ہیں۔ دوسری طرف خوابوں اور سراہوں کا پیچھا، فرقہ عمارتیہ (Cult) میں جوں کا توں ہے۔ جناح ہاؤس کی اجازتی گئی ساکھ بحال کرنے کو جہاگیر ترین جو پارٹی بنانے چلے ہیں اس کا نام 'جناح لیگ' رکھے جانے کا تذکرہ تھا۔ اگرچہ جزیل جمہوریت میں اس نام کو نہ ہی رگیدا جاتا تو بہتر تھا۔ جہاگیر کا 'جیم' (ج) مناسب ہے، نام یہی رکھ لیجیے۔ یعنی ج لیگ! فواد چودھری اپنا چاند لگ نکالنے کو شاہ محمود قریشی و دیگر کو رضامند کرنے پر کمر بستہ ہیں مزید پارٹی بنانے کو تاکہ ووٹ بکھرنے سے بچا لیں۔ کیا 'تماشا جمہوریت' ہے! پارٹیوں کا جمعہ بازار ج رہا ہے عوام کو آنے والے کا بھاء پتا چلانے یا سستے آنے کے ٹوک کی جتی کے پیچھے لگا کر۔

اسی دوران ہمارا ایک پرانا زخم کھل گیا۔ دودھ بایوں سے سلگتا، جس پر وقت کی دھول پڑ جاتی رہی ہے، حالات و واقعات کے انبار تلے کچھ دب جاتا ہے۔ تن ہمہ داغ داغ شد! مگر یہ تو شرمناک، المناک زخم کیا ہے پوری قوم، امت پر لگا کلک کا بیکا ہے۔ امریکا بالخصوص اور اعلیٰ تعلیم یافتہ، نام نہاد تہذیب کا گوارا پورا مغرب، انسانی حقوق کے وادیا کاروں، اقوام متحدہ کے انسانیت کے ہمہ جہت کارپرداز ذیلی اداروں، کونسلوں، حقوق نسواں، بچوں کے منائے جاتے دن، سبھی کی اصل حقیقت کھلنے کا سامان ہے۔ جھوٹ، فریب، دھپل، انصاف کے نام پر ظلم عظیم کا دوسرا نام ہے ڈاکٹر عافیہ صدیقی! قوم کی ہونہار بیٹی۔ حافظہ قرآن اور نیوروسائنس میں امریکائی کے اعلیٰ تعلیمی مرکز سے ڈاکٹریٹ کی سند یافتہ ہیں۔

مشکلہ خیز الزامات کے پلندے پر ایک کمزور عورت کو تین چھوٹے بچوں کے ہمراہ پاکستان سے اٹھوایا گیا۔ (خود ہمارے ہی ہاتھوں!) ننھا بچہ کس خاک تلے

ایساف سب ذلت و رسوائی سمیٹ کر اپنے تابوتوں، معذوروں اور پاگل ہو جانے والے فوجی لیے واپس اپنے اپنے ملکوں جا چکے۔ اس دوران عمران خان سمیت سبھی پاکستانی وزرائے اعظم آئے بھی اور عافیہ پر ظلم کو مکمل جانتے بوجھتے بھی اپنی بے بسی، بے بسی، بے ضمیر پر ہر مہر ثبت کروا کر، کرسیوں سے روتے دھوتے محرومی اقتدار کا غم لیے اتر گئے۔ عافیہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اب عافیہ کے کیل، بہن، ڈاکٹر فوزیہ صدیقی اور عافیہ تحریک کی مسلسل محنتوں کا ثمر دو دہائیوں کے بعد ملاقات کی صورت ملا ہے۔ پاکیزہ بیٹی امریکی درندوں کے ہاتھوں روندی رگیدی، ظلم و تشدد کا نشانہ روزانہ کی بنیاد پر بنتی رہی۔ پہلے بھی یہ خبریں ہمارے بہرے کانوں سے نکل کر اڑتی رہیں۔ اب عافیہ نے خود بہن کو یہ سب بتایا۔ مونے شیشے کے پار سے ملاقات کی بیبائی نہیں ایک دوسرے کو کتنی رہ گئیں۔ گلے لگنے کی ٹھنڈک، لمس کی گرمی، بڑی بہن کی شفقت عافیہ کو چھونے سے بھی محروم رکھی گئی۔ آسنے سامنے کھڑے ہو کر بھی گفتگو فون پر ہوئی! عافیہ کو دیکھ کر فوزیہ صدی سے ہک دک رہ گئیں۔ تشدد سے امریکی سوراواں نے کمزور قیدی عورت پر گھونے برسا کر سامنے کے چار دانت توڑ دیے تھے، کانوں کی سماعت متاثر ہو چکی تھی بات سننے میں دشواری تھی۔ پس منظر میں زندان خانے کی بھاری کتبچوں کا جلنہا تھا۔ واپسی پر اس 'خطرناک' قیدی کو زنجیروں کا زیور پہنایا گیا تھا۔ ادھر امریکی شہری خدیجہ شاہ، (جناح ہاؤس جلانے میں سرغنہ کردار کی حامل بتائی گئی ہے) پر تشویش و اندیشہ ہائے دور دراز بیرون ملک پاکستانیوں و امریکی بھی خواہوں کا ملاحظہ ہو۔ کمال مہربانی کا عالم عافیہ پر تو یہ بھی ہے کہ تیس سال بعد اپنے بچوں کی تصاویر دیکھنے کی اجازت بھی عالمی چودھریوں نے نہ دی۔

پاکستانی سپاہیوں کے اعتراف میں ان کی یادگاہوں پر تو جاتے ہی ہیں۔ اسی اعترافی یا ترا میں ان سے یہ منویا جائے۔ کہ ہم نے تمہاری چوکھٹ پر قربانیوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اب ہماری بیٹی واپس کرو فوراً سے بیشتر۔ پوری ڈھٹائی سے انہوں نے احسان بھری تقفی دی ہے کہ

جائے دنیا کی حکمرانی سے دستبردار ہو کر پہلے اپنے بنیادی فیصلے کر لے۔ پھر مردم شماری، عورتم شماری کرہا کر لوئے، تاکہ ہمیں پتا ہوا کہ امریکا کا صنفی تنازعہ صل ہو گیا! عافیہ کا ایک گناہ انسان سازی کے لیے فطری، اقدار پر مبنی نظام تعلیم پر محنت اور اس کا وضع کیا جانا تھا۔ مسلم دنیا میں یہ

نظام آتا تو امریکا کو غلاموں کی فراہمی بند ہو جاتی۔ سوسز اتو بنتی تھی! چودھری صاحب پر جنون کا دورہ پڑا اور 86 سال کی سزا سنائی!

آہ! ہم لوگ کہ ہیں سحر خرد سے مسکور  
آہ! ہم لوگ کہ ہیں علم کے بہکائے ہوئے

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 31 مئی 2023ء)

جمعرات (25- مئی) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (26- مئی) کو قرآن اکیڈمی و فیض کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو حلقہ کراچی وسطی کے ایک مقامی امیر کے گھر پر مع اہل خانہ عشاءتہ میں شرکت کی جہاں حلقہ کی شوری کے اراکین مع اہل خانہ مدعو تھے۔

ہفتہ (27- مئی) کو کراچی وسطی کے ایک نقیب کے توسط سے ایک رفیق سے ملاقات کی جو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں اور ایک تعلیمی ادارہ چلا رہے ہیں۔

اتوار (28- مئی) کو طے شدہ ترتیب کے مطابق رجمی رشتہ داروں اور دیگر متعلقین سے ان کے گھروں پر ملاقات کی۔

علاوہ ازیں معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (31- مئی) کو مرکز میں خصوصی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ مالیات اور نظامت سے میٹنگز کیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

## عبدالضحیٰ اور فلسفہ قربانی

(درج اور عید الاضحیٰ اور ان کی اصل روح  
قرآن حکیم کے آئینے میں)

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالرحمن عابدی

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36- کے ماڈل ٹائون لاہور  
فون 03-35869501

www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

2033ء میں، 10 سال بعد عافیہ پیروں پر رہائی پاسکے گی۔ پناہ بخدا۔ ڈرو اس دن سے جب کسی مسلمان کا پیمانہ صبر عافیہ پر لہریز ہو گیا۔ امریکا کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں! پاکستانی مجذوب ہوتے ہیں۔ نہ چھیڑ ملنگاں نوں کی انگریزی جیل والوں کو بتا دیں! عافیہ کی واپسی شاید ہمارے خوفناک گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ بچوں کو ماں مل جائے۔ ہم اللہ کو منہ دکھانے کے لائق ہو جائیں قبروں میں اترنے سے پہلے۔ یہ 22 کروڑ مسلمانوں (بلکہ دو ارب امت) کے پرچہ امتحان کا بھاری بھرم سوال ہے۔ تم نے اس کے لیے کیا کیا؟ 'لوٹنے سے پہلے اللہ کرے فوز یہ اور سینئیر مشتاق ہم پاکستانیوں کی بزلی، بے غیرتی، کم ہمتی پر دست بستہ عافیہ سے معافی کے خواستگار ہوں۔ اس سے کہیں پاکستان کو اللہ سے معافی دلواوے دل کڑا کر کے! یہ وہ قوم ہے جو تھکنی نور جہاں کی بیماری پر تڑپ اٹھتی ہے۔ عالمی میڈیا پر اس کی خبریں گتی ہیں کہ ہم اس کی صحت اور خوراک کا خیال رکھ رہے ہیں۔' انسداد بے رحمی حیوانات کے آگے جوابدہی کے خوف سے۔ مگر اپنی مظلوم نجیف و نزار بیٹی کی خبر نہیں لیتے۔ ہمیں رواداری، برداشت اسی دن کے لیے پڑھایا جاتا رہا کہ ہم یہ ظلم برداشت کریں اور غلاموں سے رواداری کا برتاؤ رکھیں۔ خود امریکا عدم برداشت کا گہوارہ ہے۔ نیویارک سٹی کالج لاء اسکول میں یعنی امریکن، فاطمہ محمد نے اپنی تقریر میں اسرائیل کے فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم کا تذکرہ کیا کیا، امریکی میسرز، گورنر، سینیٹرز سبھی چلا اٹھے۔ 12 منٹ کا سچ بھضم نہ ہوا۔ ہمیں 86 سال پر تشدد قید پر خاموش رہنے/ برداشت کا حکم ہے۔

پوری دنیا کو اپنے بیکے بھٹکے مسخ شدہ تصورات زندگی کے مطابق ڈھالنے کے لیے ہم پر بندوبست تانے حملہ آور ہونے کو ہر جانتا رہے۔ فطرت سے مکمل بغاوت کی دیوانگی ان پر طاری ہے۔ جو قوم ساری زندگی اسی منہ سے رہے کہ وہ مرد ہے یا عورت اور ننھے بچوں تک کو صنفی الجھن میں باضابطہ تعلیم دے کر جتلا کر دے! اسے چاہیے کہ

## ذوالحجہ: فضائل و مسائل

مولانا ندیم احمد

### بال و ناخن

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کا ارادہ ہو تو تم اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رکے رہو۔“ (مسلم)

لیکن یہ حکم استجابی ہے اور صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیر ناف اور بولغوں کی صفائی اور ناخن کاٹنے ہوئے 40 روز نہ گزر گئے ہوں، اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو امور مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

### تکبیر تشریح

9 ذوالحجہ کی نماز فجر سے 13 ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریح پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ تکبیر تشریح ہر مسلمان پر واجب ہے، خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم، مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی، آزاد ہو یا غلام، جماعت سے نماز پڑھنے والا ہو یا مفرد، البتہ ان دنوں کی کوئی نماز چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کے وقت تکبیر تشریح پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح پہلے کی کوئی قضا نماز جو کہ واجب الادا تھی، ان دنوں میں اس کی قضا کرے، تو بھی تکبیر تشریح نہیں کہی جائے گی۔ یہ تکبیر مرد متوسط بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ) علماء نے لکھا ہے کہ نماز عید کے بعد بھی تکبیر تشریح کا وجوب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، اگرچہ فی نفسہ فرض نہیں، اسی پر مسلمانوں کا توارث ہے۔ (بجز الرائق) تکبیر تشریح یہ ہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ (کنز العمال)

### عیدین کی رات میں عبادت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں شب بیداری اور عبادت کا اہتمام کرے، اس کا دل قیامت کے دن اس وقت بھی زندہ رہے گا، جس دن سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ) اس لیے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

### عید الفطر اور عید الاضحیٰ

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اہل مدینہ (جن کی اکثریت

میں مخصوص فعل سے، مخصوص مکان کی زیارت کرنے کو 'حج' کہتے ہیں۔ (عمدۃ الفقہ)

حج کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے۔ قرآن کریم میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ (آل عمران) ”اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی۔ اور جس نے کفر کیا تو (وہ جان لے کر)

اللہ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے۔“

### حج کے فضائل

حج کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے وارد ہوئے ہیں، یہاں بطور نمونہ ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو شخص رخصاے الہی کے لیے حج کرتا ہے: اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی فحش اور برائی کی بات نہ کرے، اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو، تو وہ حج کے بعد اپنے گھر گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس لوٹے گا، جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک دنیا میں آیا تھا۔“ (بخاری)

### حج میں غفلت برتنے پر وعید

جس طرح حج کرنے پر فضیلت وارد ہوئی ہے، اسی طرح استطاعت کے باوجود اس میں غفلت برتنے پر بھی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے، چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔“ (ترمذی)

### عمرنے کا روزہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ (یعنی 9 ذوالحجہ) کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔“ (مسلم)

ذوالحجہ کے مہینے سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر متعدد مخصوص اعمال عائد کیے ہیں، جن میں سب سے اہم 'حج' ہے، جس کی مناسبت سے اس مہینے کا نام ہی ذوالحجہ پڑ گیا یعنی حج والا مہینہ۔ اس کے علاوہ اس ماہ میں ایک خاص حکم جانوروں کی قربانی کا ہے، جو 'عید الاضحیٰ' کے موقع پر کی جاتی ہے۔ ہم یہاں ان تمام پر اہمال کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ

### عشرۃ ذوالحجہ کی فضیلت

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے 'ولیا ل عشر' میں جن دن راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۃ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ (معارف القرآن)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال ذوالحجہ کے (شروع) دس دنوں کی نیکیاں ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی (ان دنوں کے علاوہ میں) جہاد کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دوسرے دنوں کا جہاد بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا، البتہ کوئی شخص اپنی جان و مال دونوں جہاد میں خرچ کر دے، تو وہ بے شک اس عشرے کے اعمال سے بہتر ہو سکتا ہے۔“ (بخاری)

یہ حدیث عشرۃ ذوالحجہ کے احترام، برکت، فضیلت اور عظمت کی بین دلیل ہے۔ چونکہ عیدین برکت والے ہیں، اس لیے ان میں ذکر الہی و انابت الی اللہ بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

### ذوالحجہ میں صیام و قیام

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ان دنوں (یعنی یکم ذوالحجہ سے 9 ذوالحجہ) میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے نفل روزوں کے برابر اور ایک رات میں قیام کا ثواب شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔“ (ترمذی)

### بیعت اللہ کا حج

اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں، ان میں ایک اہم رکن 'حج' ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں مخصوص زمانے

## امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب کی معروف کالم نگاروں کے ساتھ ایک شام

مترجم: وقار احمد

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی نے 02 جون 2023ء بروز جمعہ شام 7:30 بجے قومی اخبارات کے کالم نگاروں کے ساتھ امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی ”موجودہ حالات میں ایک پاکستانی کی ذمہ داری“ کے عنوان سے ایک خصوصی نشست اور عشائے کا اہتمام کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نائب ناظم پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا و سیم احمد صاحب نے شرکاء کو تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے مہمان کالم نگاروں کو فرداً فرداً خوش آمدید کہا۔ اس تقریب میں درج ذیل کالم نگاروں اور میڈیا پرسنل نے شرکت فرمائی: سجاد میر صاحب ایگزیکٹو نوزون اور کالم نگار، فاروق چوہان صاحب روزنامہ جنگ، حافظ شتیق الرحمان صاحب روزنامہ نوائے وقت، عقیل انجم اعوان صاحب میگزین ایڈیٹر روزنامہ جہان پاکستان، علامہ عبدالستار عاصم صاحب پبلشر القلم فاؤنڈیشن اور کالم نگار روزنامہ خبریں، محمد فاروق جمعی صاحب CEO (ایس پی۔ ٹی وی)، عاصم حسین صاحب سینئر کارپانڈنٹ دی نیوز، امجد اقبال صاحب ایڈیٹر روزنامہ جناح، مصطفیٰ کمال پاشا صاحب ایگزیکٹو چیف فائیو/ SPTV اور کالم نگار روزنامہ نئی بات اور پروفیسر یوسف عرفان صاحب روزنامہ 92 نیوز۔ تقریب میں صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر عارف رشید صاحب، ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سعید عطاء الرحمن عارف صاحب، ناظمین اور نائب ناظمین شعبہ نشر و اشاعت و شعبہ صحیح و بھرا یوب بیگ مرزا صاحب، آصف حمید صاحب، رضا الحق صاحب، و سیم احمد صاحب اور طاہر سلیم مغل صاحب امیر حلقہ لاہور غربی نور الوری صاحب اور ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور شرقی نعیم اختر عدنان صاحب نے بھی شرکت کی۔

تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ صاحب نے ”موجودہ حالات میں ایک پاکستانی کی ذمہ داری“ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صحافت نظری سیاست کا اہم حصہ ہے۔ صحافیوں نے تحریک پاکستان میں

اب ایمان لایا تھی) کے لوگوں کے دو دن کھیل کود (تفریح وغیرہ) کے لیے مقرر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”یہ دونوں دن کس بات کے لیے ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ایام جاہلیت میں ہم لوگ کھیل کود کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ان دونوں دنوں کے بدلے دوسرے دو دن عنایت فرمائے ہیں اور یہ ان سے بہتر ہیں؛ ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔“ (ابوداؤد)

### قربانی کے معنی

’القربان‘ کے معنی ہیں وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی قرب جوئی کی جائے اور عرف میں قربان بمعنی ’نسیکہ‘ یعنی ’ذبیحہ‘ کے آتے ہیں۔ (مفردات القرآن) یعنی قربانی کرنے کا مطلب ہے؛ عید الاضحیٰ کو اونٹ یا ذنبہ وغیرہ قربان کرنا، ذبح کرنا۔ اس لفظ میں یائے تمنائی زائد ہے، کیونکہ فارسی والوں کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات عربی مصدر کے آگے یائے مصدر ’ی‘ زائدہ اکثر بڑھادیا کرتے ہیں، جیسے: خلاص سے خلاصی وغیرہ۔ (فرہنگ آصفیہ)

### عید الاضحیٰ میں قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”عید الاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل جانوری قربانی کرنا ہے۔ یہ قربانی قیامت کے دن اپنے بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گی اور یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیا جاتا ہے، اس لیے خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔“ (ترمذی)

### قربانی کا پس منظر اور ثواب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اس میں ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر ہر مال کے بدلے ایک نیکی، اور فرمایا: اون کے ہر مال کے بدلے (بھی) ایک نیکی۔“ (ابن ماجہ)

### قربانی نہ کرنے پر وعید

اس لیے ہر صاحب نصاب کو قربانی ضرور کرنی چاہیے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے: ”جو صاحب نصاب باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ کے قرب بھی نہ چھلکے۔“ (ابن ماجہ)



کلیدی رول ادا کیا۔ نوجوان نسلی کی بہترین ذہن سازی کے حوالے سے کالم نگاروں کا اہم کردار ہے۔ کالم نگار اسلاموفوبیا کے خلاف قلمی جہاد کے ذریعے دینی ذمہ داری ادا کریں۔ دین کے نفاذ کی کوشش ہم سب پر فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قلم کی قسم اٹھائی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی میں قلم کے خصوصی مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کے سامنے حق بات رکھ کرے لاگ تجزیہ دینا انتہائی اہم دینی و قومی خدمت ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے نظری سیاست میں بھرپور حصہ لیا اور انجمن خدام القرآن و تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے جراند ہفت روزہ ندائے خلافت، ماہنامہ شقائق اور سہ ماہی حکمت قرآن اس گوشے میں آج بھی اپنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے انتخابی سیاست کی بجائے انقلابی جدوجہد کی قائل ہے۔ تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم و نافذ کیا جائے۔ ہمارے آباء و اجداد نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے بے شمار قربانیاں دیں اور اسے اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ لہذا ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ناگزیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اسلامی انقلاب نہیں آجاتا، ملک میں انتخابی عمل جاری رہنا چاہیے تاکہ ’جسم‘ کی ضروریات پوری ہوتی رہیں، البتہ ’روح‘ کی پرورش کا واحد ذریعہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ و قیام ہے۔ انہوں نے حاضرین محفل سے اپیل کی کہ پاکستان اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے اپنی تحریروں کے ذریعہ بھرپور حصہ ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اپنی گفتگو میں مرکزی ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا صاحب نے کہا کہ یوں تو اہل پاکستان پون صدی سے سن رہے ہیں کہ پاکستان کے حالات خراب ہیں اور پاکستان ایک نازک موڑ سے گزر رہا ہے۔ لیکن آج یہ بات ایک خوفناک حقیقت بن کر ہمارے سامنے

## ضرورت رشتہ

دکالم نگار علامہ عبدالستار صاحب نے توجہ دلائی کہ علم کی ترویج کے لیے قومی بجٹ میں مقبول حصہ رکھا جائے۔ E-Books کو جو جوانوں میں عام کیا جائے۔ نسلوں کی تربیت میں والدین، علماء اور اساتذہ کرام کا اہم کردار ہے۔ روز نامہ جناح کے ایڈیٹر امجد اقبال صاحب نے کہا کہ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم ان حالات تک کیسے پہنچے ہیں؟ عدم برداشت اور اختلاف رائے صرف جو جوانوں کا مسئلہ نہیں، بحیثیت قوم ہم سب اس مرض کا شکار ہیں۔ ہمارے مسائل کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کفرت زون میں رہنا پسند کیا ہے اور مسائل کو حل کرنے کے بجائے ان کی پردہ پوشی کی ہے۔ ہمیں موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کر کے فکری طور پر تیار ہونا پڑے گا۔ اختلافی موضوعات کو حل بیچ کر افہام و تفہیم سے حل کرنا ہوگا۔

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سید عطا الرحمن عارف صاحب نے حاضرین محفل کو بتایا کہ تنظیم اسلامی اقامت دین کی جدوجہد کی قائل ہے۔ تنظیم اسلامی کے مختلف فورمز پر رفقاء اور احباب کو کتاب سے جوڑا جاتا ہے اور انفرادی و اجتماعی سطح پر مقدمہ بھر دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا جاتا ہے، جس میں کثیر تعداد میں نوجوان شامل ہوتے ہیں۔

عشائے کے بعد تمام کالم نگاروں کو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتابوں کے سیٹ بھی دیے گئے۔ شرکاء کے مابین انتہائی پرمغز گفتگو ہوئی اور قابل عمل تجاویز پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ آپس میں مستقل اور مسلسل رابطہ رکھنے اور ملاقاتوں کے ایسے پروگرام جاری رکھنے کے عزم کے ساتھ یہ محفل برخاست ہوئی۔

آکھڑی ہے۔ ترکی میں انتہائی خوفناک قدرتی آفت کے باوجود وقت پر ایکشن کروائے گئے لیکن ہم نے آئین کو تار تار کر دیا۔ کوئی شخص بقائے ہوش و حواس اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان اسلام کے نام پر اور جمہوری جدوجہد سے معرض وجود میں آیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ 1973ء کے آئین کی اس شق کو کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ اس پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد ہو، اسے دانتوں سے پکڑیں اور مضبوط بازوؤں میں تھامیں اور پھر عوام کو رائے دی کہ پورا پورا حق شریعت کا عین تقاضا سمجھ کر دیں اور اس سے گریز کو ایک سنگین جرم قرار دیا جائے تو پاکستان کی گاڑی ان شاء اللہ سبک رفقاری سے چل پڑے گی۔ لہذا کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کا دامن تھامیں اور جمہوری پروسس کو ذریعہ بنائیں تاکہ پاکستان مستحکم اور مضبوط ہو۔

روزنامہ نوائے وقت سے منسلک معروف کالم نگار حافظ شفیق الرحمن نے کہا کہ ہمیں بحیثیت قوم کسی سے نفرت کو ہم کا حصہ نہیں بنانا چاہیے۔ سنی سانی باتوں کو تحقیق کے بغیر آگے نہیں چلانا چاہیے۔ سخت رویہ بھی نہ اختیار کیا جائے اور سیاسی معاملات کو کفر و اسلام کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ CEO (ایس پی۔ ٹی وی) محمد فاروق بھٹی صاحب نے تجویزی دی کہ ہمیں جو جوان نسل کی تربیت کے لیے خاص اہتمام کرنا ہوگا۔ نیوز ٹی وی کے معروف تجزیہ نگار کالم نگار سجاد میر صاحب نے امیر تنظیم اسلامی کو مشورہ دیا کہ آپ کی جماعت کو کوئی طویل مدتی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی۔ سب دینی جماعتوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ دین اور قرآن کی فہم کو جو جوان نسل تک پہنچائیں کیونکہ جو جوان نسل بالکل بزدن ہو چکی ہے۔ ایکر جنینل فائینڈ کالم نگار مصطفیٰ کمال پاشا صاحب نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں میں کیسے کی صلاحیت موجود ہے، ہمیں چاہیے کہ ایک مہم چلا کر اپنے نوجوانوں کو کتابوں سے جوڑیں اور ان کی ذہن سازی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ملک گیر سطح پر ”کتاب“ کی تحریک کو پروموت کیا جائے۔ روزنامہ جنگ سے منسلک کالم نگار فاروق چوہان صاحب نے کہا کہ دینی جماعتوں کو اجتہادی بنیادوں پر میڈیا کو استعمال کر کے نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کرنی ہوگی۔ میڈیا پر ایسے لوگوں کو لانا ہوگا جو اعتدال پسندی کے ساتھ اسلام کی تفریح کر سکیں۔ دینی جماعتوں کو اب اکٹھے ہو کر نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کرنی ہوگی۔ پبلشر القلم فاؤنڈیشن

☆ لاہور شہر میں مقیم سینئر رفیق تنظیم اسلامی، ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیسکل سائنس) عمر 27 سال، قد "5'5"، شرمیلی پردہ اور دینی تعلیمات پر کاربند کے لیے، دینی مزاج کے حامل، ہم پلہ خاندان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ: 0334-9751067

☆ اشتہار دینے والے حضرات ٹوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

## دعائے مغفرت

☆ مکتبہ خدام القرآن لاہور کے کارکن عبدالمتین مجاہد کے سسر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے مہتمم رفیق ذاکر حسین کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ ملاکنڈ، تیرگرہ کے مہتمم رفیق عنایت اللہ کی چچی وفات پا گئیں۔

☆ برائے تعزیت: 0315-9013522

☆ برائے تعزیت: 0345-9520307

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور بس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَاَزْوَاجَهُمْ وَاذْوَاجَهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَسْبُكُمْ حَسَابًا بَسِيْرًا

**مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ”مشہور تحقیق اسلامی“ (IRTS) کے ذریعہ انتظام ابلاغ عامہ طاہرہ عام کی ویب سائٹس**

**موبائل فون / آئی فون ایپس**

☆ محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: **Tanzeem Digital Library**

☆ بیان القرآن کی آئی فیشنل ایپ حاصل کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: **Bayan ul Quran - Dr Israr Ahmad IRTS**

☆ محترم پروفیسر حافظ احمد یار لغات و اعراب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: **Lughat o Aerab e Quran**

# ٹھہریے!

# قربانی کا جانور خریدتے وقت احتیاطیں

قربانی کے لیے افضل جانور خوبصورت ہو، صحت مند ہو، نحسی ہو

قربانی کے جانوروں کی عمریں اونٹ پورے پانچ سال کا۔ گائے پورے دو سال کی۔ بکرا بکری پورے ایک سال کی۔ (نوٹ) سال کا مکمل ہونا اسلامی سال کے اعتبار سے ہوگا۔

بھینس، دنبہ، مینڈھا ایک سال کا، یا چھ ماہ کا بشرطیکہ قد و کھٹھ سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پورے سال کا ہونا ضروری ہے۔

## کون سے جانوروں کی قربانی درست ہے؟ اور کون سے جانوروں کی نہیں؟

<b>دماغ</b> 1- بالکل ہڈا ہوا ہونا زیادہ کہ ہڈے پن کی وجہ سے کھائی نہیں سکتا۔ 2- ہڈا توڑے، لیکن کھائی سکتا ہے۔	<b>آنکھ</b> 1- یکسال اندھا ہو، 2- کانٹا ہو (یعنی ایک آنکھ سے اندھا ہو)، 3- ایک تہائی یا اس سے زیادہ چم کی کم ہو۔ 4- بھینکا ہو
<b>زبان</b> 1- جس کا بے ہمتی یا بکری کی ایک تہائی یا اس سے زیادہ زبان کی ہوئی ہو۔ 2- جانور کی زبان توڑے لیکن دو گویائی سے محروم ہے، یعنی بول نہیں سکتا۔	<b>بال</b> 1- بال کاٹ دئے گئے، یا موٹا نہ دئے گئے ہوں 2- سر پر نرم کچھ نہیں لیکن کھال جل جانے سے اس پر بال نہیں اُگتے اور سر کا تھوڑا مٹی ہو گیا ہے۔
<b>رسولی</b> 1- قربانی والے جانور میں گردن، سر، یا بون کے کسی بھی حصے میں سولی لگی آئی ہو۔	<b>تھن</b> 1- گائے، بھینس کے پیدائشی ایک یا دو تھن ہیں، 2- تھن تو چار ہی ہیں لیکن دو دو صرف دو سے آتا ہے، 3- بکری کا ایک تھن ہے، یا تھن تو دونوں لیکن دو دو ایک سے آتا ہے۔
<b>زخم</b> 1- کسی جانور کے زخموں میں کبیرے پڑ گئے جس کی وجہ سے ایسا بلا ہو گیا کہ ہڈیوں میں گواہی نہیں رہا۔ 2- معمولی زخم ہے۔	<b>ٹانگ</b> 1- اس ٹانگے کو صرف تین پاؤں سے ہی چلتا ہے، چھ پانچ پاؤں کا بالکل سارا کھن لیتا۔ 2- ایک پاؤں سے لگتا تو بے لیکن چلتے ہوئے اس پر کچھ بھرا لیتا ہے۔
<b>سینگ</b> 1- جڑ سے اکڑ گیا ہو (جس کا اثر دماغ تک پہنچ چکا ہو)۔ 2- پیدائشی نہ ہوں، 3- صرف نول اڑ گیا ہو، 4- در زمان میں سے نول اڑ گیا ہو، 5- بچپن میں ہی سینگ کے مقام پر کھیل گا کر سینگ لگنے ہی نہ دیا ہو۔	<b>جلد</b> 1- جلد پر غارش کی وجہ سے بالکل اٹھ ہو چکا ہو۔ 2- کبھی کبھی غارش ہو لیکن جسم افرائش ہو، گھسٹ لپٹے سے چل سکتا ہے۔
<b>شرمگاہ</b> 1- جس میں غشی شکل جانور کا گوشت پکانے سے نہ لگے۔ 2- عیب دار قربانی، 3- یا چھ ماہ کی قربانی، 4- در زمانہ کی وجہ سے تالی ہوئی نہ ہو، 5- جانور کی قربانی، 6- جس میں غشی شکل جانور کا گوشت پکانے سے نکل جائے اس کی قربانی، 6- جس جانور کا صرف ایک عیب ہو۔	<b>حمل</b> 1- اگر جانور قرب اولاد نہ ہو۔ 2- اگر جانور قرب اولاد نہ ہو۔
<b>کان</b> 1- پیدائشی طور پر دونوں کان ایک کان ہوئی ہوں، 2- ایک تہائی یا اس سے زیادہ ٹوٹ گیا ہو۔ 3- پیدائشی کان تو ہیں لیکن بہت چھلے ہوں، 4- کان لمبائی کی صورت میں پھینا چڑھا ہو، 5- کان کے سونے کی طرف سے پھینا رکھا گیا ہو، 6- جانور مات سے محروم ہو۔	<b>دانت</b> 1- دانت بالکل ہیں ہی نہیں، 2- کچھ ہیں اکثر دانت نہیں ہیں، 3- دانت اتنے سگے گئے ہیں کہ کھاس کھانے کی بھی قدرت باقی نہیں رہی۔ 4- اکثر دانت موجود ہیں، یعنی چار دانت کھا سکتا ہے۔
<b>ناک</b> 1- ناک کئی ہوئی ہو۔ 2- گھیل (تھو) لانے کی وجہ سے ناک معمولی زخمی ہو گئی۔	<b>داغ دار</b> 1- جس جانور کو داغ لگایا ہو۔
<b>کمزوری</b> 1- اتنا کمزور اور لاچار ہو گیا جانور کہ ہڈیوں سے گواہی ختم ہو چکا ہے، 2- اپنے پاؤں پر چل کر روخ کرنے والی جگہ تک نہیں جا سکتا۔ 3- معمولی دیا پھلتا ہے، پھلتا پھرتا آسانی سے ہوجاتا ہے۔	<b>دم</b> 1- دم ایک تہائی یا اس سے زیادہ چم کی ہوئی ہو۔ 2- دم ایک تہائی سے کچی ہوئی ہو، 3- دم کی بھینس کے بچے بالکل چھوٹی ہی ہے۔
<b>عیب بعد میں پیدا ہوا</b> 1- خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہوا کہ جس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی تو اگر قربانی کرنے والا عیب سے خبردار نہ ہو گیا تو قربانی کر کے 1000 روپیہ دینا پڑے گا۔ 2- خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہوا کہ جس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی تو اگر قربانی کرنے والا عیب سے خبردار نہ ہو گیا تو قربانی کر کے 1000 روپیہ دینا پڑے گا۔	<b>موٹا پاپا</b> 1- قربانی کا جانور اتنا موٹا ہو چکا ہو کہ روخ کیے جانے کی جگہ تک بھی چلنا مشکل ہو۔

قربانی کے جانور کے یہ اعضاء کھانا رکھنا ناجائز اور گناہ ہے: 1- بہت خون، 2- زری شرمگاہ، 3- مادہ کی شرمگاہ، 4- نصیبتیں (کپورے)، 5- مٹانہ، 6- پیٹ، 7- خردو

کھال خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور کسی اور مسلمان امیر یا غریب کو بھی دے سکتے ہیں۔ کھال فروخت کر دی ہو تو اس کی قیمت ختم زکوٰۃ کو دینا لازم ہے۔ مگر یہ قیمت مسجد رمدار سے کی تعمیر و مرمت، تنخواہوں یا کسی اور فلاحی کام میں تسلیک کے بغیر نہیں دے سکتے۔

# MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)



MULTICAL-1000 CONTAINS  
**XTRA CALCIUM**

Takes you away from  
**Malaise & Fatigue**



Sweetened with Aspartame  
Aspartame is safe & FDA approved low  
calaroles sweetner



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD  
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan  
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

YOUR  
Health  
OUR  
Devotion